بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُوْرِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکٰفِرُوْنَ

اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِہِمْ

اِنَّہٗ اٰوَی الْقَرْیَۃَ

الحکم

دارالامان حضرۃ قادیان

چہ گویم با تو گر آئی چہا در قادیاں بینی
دوا بینی شفا بینی غرض دارالاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

جلد ۶	۲۳ - شعبان ۱۳۲۰ھ مطابق ۲۴ ر نومبر سنہ ۱۹۰۲ء روز دوشنبہ	نمبر ۴۲

کلمات طیبات حضرت امام الزمان سلمہ الرحمن

جمع بین الصلوتین کے متعلق حضرت حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک تقریر جو آپ نے ۳ ر دسمبر سنہ ۱۹۰۱ء کو بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں فرمائی

ایڈیٹر

سب صاحبوں کو معلوم ہو کہ ایک مدت سے خدا جانے قریباً چھ ماہ یا کم و بیش عرصہ سے ظہر اور عصر کی نماز جمع کی جاتی ہے میں اسکو مانتا ہوں کہ ایک عرصہ سے جو مسلسل نماز جمع کی جاتی ہے ایک نو وارد یا نو مرید کو (جسکو ہمارے اغراض و مقاصد کی کوئی خبر نہیں ہے) یہ شبہ گذرتا ہوگا کہ کاہلی کے سبب سے نماز جمع کر لیتے ہوں گے جیسے بعض غیر مقلد ذرا ابر ہوا یا کسی عدالت میں جانا ہوا تو نماز جمع کر لیتے ہیں اور بلا مطر اور بلا عذر بھی نماز جمع کرنا جائز سمجھتے ہیں۔ مگر میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہمکو اس جھگڑے کی ضرورت اور حاجت نہیں نہ ہم اسمیں پڑنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ میں طبعاً اور فطرتاً اسکو پسند کرتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے۔ اور نماز موقوتہ کے مسئلہ کو بہت ہی عزیز رکھتا ہوں بلکہ سخت مطر میں بھی یہی چاہتا ہوں کہ نماز اپنے وقت پر ادا کی جاوے اگرچہ شیعوں نے اور غیر مقلدوں نے اسپر بڑے بڑے مباحثے کئے ہیں مگر ہمکو ان سے کوئی غرض نہیں وہ صرف نفس کی کاہلی سے کام لیتے ہیں سہل حدیثوں کو اپنے مفید مطلب پا کر ان سے کام لیتے ہیں اور مشکل کو موضوع اور مجروح ٹھیراتے ہیں ہمارا یہ مدعا نہیں بلکہ ہمارا مسلک ہمیشہ حدیث کے متعلق یہی رہا ہے کہ جو قرآن اور سنت کے مخالف نہو وہ اگر ضعیف بھی ہو تب بھی اس پر عمل کر لینا چاہیے۔

اسوقت جو ہم نمازیں جمع کرتے ہیں تو اصل بات یہ ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کی تفہیم، القا اور الہام کے بدوں نہیں کرتا۔ بعض امور ایسے ہوتے ہیں کہ میں ظاہر نہیں کرتا مگر اکثر ظاہر ہوتے ہیں جہانتک خدا تعالیٰ نے مجھپر اس جمع بین الصلوتین کے متعلق ظاہر کیا ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے لیے **تُجْمَعُ لَہُ الصَّلٰوۃُ** کی بھی ایک عظیم الشان پیشگوئی کی تھی۔ جواب پوری ہو رہی ہے میرا یہ بھی **مذہب** ہے کہ اگر کوئی امر خدا تعالیٰ کی طرف سے مجھپر ظاہر کیا جاتا ہے۔ مثلاً کسی حدیث کی صحت یا عدم صحت کے متعلق تو گو علمائے ظواہر اور محدثین اسکو موضوع یا مجروح ہی ٹھیراویں مگر میں اُس کے مقابل اور معارض کی حدیث کو موضوع کہوں گا اگر خدا تعالیٰ نے اسکی صحت مجھپر ظاہر کر دی ہے جیسے **لَا مَہْدِیَّ اِلَّا عِیْسٰی** والی حدیث ہے محدثین اسپر کلام کرتے ہیں مگر مجھپر خدا تعالیٰ نے یہی ظاہر کیا ہے کہ یہ حدیث **صحیح** ہے۔ اور یہ میرا مذہب میرا ہی ایجاد کردہ مذہب نہیں بلکہ خود یہ مسلم مسئلہ ہے کہ اہل کشف و اہل الہام لوگ محدثین کی تنقید حدیث کے محتاج اور پابند نہیں ہوتے خود مولوی محمد حسین صاحب نے اپنے رسالہ میں اس مضمون پر بڑی بحث

دلوں کے زنگ کو دور کرے۔ بدوں مزکی کے یہ بات حاصل نہیں ہو سکتی اور یہ کوئی ایسی بات نہیں کہ سمجھ میں نہ آ سکے بلکہ وسیع نظارہ قدرت میں اسکے نظائر موجود ہیں۔

دیکھو ایک درخت کی ٹہنی جب تک درخت کے ساتھ پیوند رکھتی ہے وہ سرسبز ہوتی ہے۔ حالانکہ اسکو جو پانی کی غذائیت ملتی ہے وہ بہت ہی کم ہوتی ہے اب اگر اسکو دیکھکر ایک نادان اسکو کاٹ کر پانی کے ایک کوٹھی میں ڈالدے کہ لے تو اب جسقدر پانی چاہے جذب کر اور اپنے دلمیں خوش ہو کہ یہ بہت جلد بار آور ہو جائیگی تو اسکی حماقت اور نادانی میں کیا شک رہ جائیگا جب وہ ڈالی بہت جلد خشک ہو کر سڑ گل جائے گی۔ اور اسکو بتا دیگی کہ میں سرسبز نہیں رہ سکتی اس درخت سے الگ ہو کر۔

اسیطرح یہ نظارہ قدرت عام اور وسیع ہے اس سے صاف سبق ملتا ہے کہ ایک مزکی کی ضرورت ہے جس کے ساتھ پیوند ہوگا کہ انسان اپنے تزکیہ کا حصہ لے سکتا ہے ورنہ مزکی سے الگ رہ کر کوئی یہ دعوی کرے کہ وہ اپنی اصلاح اور تزکیہ کریگا یہ غلط اور محض غلط ہے بلکہ ع

این خیال ست و محال ست و جنوں

اور یہی مشکلے دارم کا سچا مسئلہ۔ اندرونی اختلاف اور تفرقہ اگرچہ ایسا نہ تھا کہ اس سے دلپر اثر اتنا نہ ہو سکتا۔ اور اسکو صرف جزئی اختلاف قرار دیتا تھا تو پھر ضرور تھا کہ غیر قوموں کے اعتراضوں ہی کو دیکھتا جو اسلام پر کیے جاتے ہیں اور دیکھتا کہ وہ کونسا ذریعہ ہے جو اسلام کے نابود کرنے اور اسپر اعتراض کر کے اس کو مشکوک بنانے میں غیر قوموں نے چھوڑ رکھا ہے؟ ذرا عیسائیوں ہی کو دیکھو کہ کس کس رنگ میں اسلام پر حملہ ہے شفا خانوں کے ذریعہ۔ اخباروں اور رسالوں کے ذریعہ ہفتہ وار۔ روزانہ اور ماہواری ٹریکٹوں اور اشتہاروں کے ساتھ فقیروں اور جوگیوں کے لباس میں۔ مدرسوں اور کالجوں کے رنگ میں تاریخ اور فلسفہ کی شکل میں غرض کوئی پہلو نہیں جس سے اسلام پر حملہ نہ کیا جاتا ہو۔

اللہ تعالےٰ کی ذات پر وہ حملہ کہ بپتسمہ دیتے وقت کہا جاتا ہے واحد لاشریک باپ واحد لاشریک بیٹا۔ واحد لاشریک روح القدس۔ تین واحد لاشریک نہ کہو بلکہ ایک واحد لاشریک۔

باپ قادر مطلق۔ بیٹا قادر مطلق۔ روح القدس قادر مطلق تین قادر مطلق نہ کہو بلکہ ایک قادر مطلق۔

باپ ازلی۔ بیٹا ازلی۔ روح القدس ازلی۔ تینوں ازلی نہ کہو بلکہ ایک ازلی۔

اب غور تو کرو۔ کہ توحید پاک پر کیسا خوفناک اور بیباک حملہ ہے۔ یہ کیا اندھیر ہے اسیطرح اس کے اسما۔ افعال اور صفات پر مختلف پیرایوں اور صورتوں میں حملہ کیا جاتا ہے اور غرض اسلام کو نابود کرنا ہے۔

اب اس اختلاف کو کون دور کرے اور کون اس مرض کا مداوا کرے؟ وہی جو مزکی ہو۔

مجھے نہایت ہی افسوس اور درد دل کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ عیسائیت کے اس پُرآشوب فتنہ کو فرو کرنے کے بجائے مسلمانوں نے مدد دی ہے اور اس آگ پر پانی ڈالنے کے بجائے مٹی کے تیل ڈالدینے کا کام کیا ہے۔ جب اپنی عقائد میں ان امور کو داخل کر لیا جو عیسائیت کی تقویت کا موجب اور باعث ہوئے ہیں۔ باقی آئندہ

ندوۃ العلما کا نواں اجلاس

اور

سلسلہ عالیہ احمدیہ کی تبلیغ

نمبر ۴

دوسرا اجلاس دوسرا اجلاس ½۲ بجے شروع ہوا۔ حسب معمول چند منٹ تک قرآن شریف کی چند آیتیں پڑھی گئیں اور پھر مولوی عبدالرحمٰن صاحب مدرس راولپنڈی نے ایک عربی قصیدہ پڑھا۔ جس میں ندوہ کی تعریف کی گئی تھی۔ اور مولوی مسیح الزمان صدر ندوہ کی تعریف کرتے ہوئے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ مسیح موعود کی پاک ذات پر کنایۃً حملہ کیا گیا تھا۔ ہم نہایت افسوس سے کہتے ہیں کہ ندوۃ العلما کے اراکین نے اس قصیدہ کا پڑھا جانا کیوں روا رکھا جبکہ اس میں ایک عظیم الشان جماعت کے پیشوا اور امام کی ہجو بھی تھی۔ در اصل ندوہ کے کھانے کے دانت اور ہیں اور دکھانے کے اور۔ یہ منافقانہ طریق ندوہ کو کامیاب نہونے دیگا جیسے کبھی نہیں ہوا خدا تعالےٰ نے بھی فرمایا ہے اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِى الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔

مسلمانوں کی ضرورتیں اس دل آزار قصیدہ کے بعد مولوی حبیب الرحمٰن صاحب بھیکن پوری کا لکچر مسلمانوں کی ضرورتوں پر تھا۔ جس میں انہوں نے مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کے ہر پہلو پر بحث کی عبادات کے متعلق بتایا کہ اکثر حصہ مسلمانوں کا تارک ہے۔ اور جدید مسلمان (نئی روشنی کے نوجوان) کہتے ہیں کہ ارکان ظاہری کی ضرورت نہیں۔

عبادات اور جو لوگ اپنے آپکو اہل عبادت اور اہل شرع سمجھتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ وہ شکل اور ہیئت کذائی پر قانع ہیں اور ظاہری عبادت میں کی پاکیزگی پر اثر اندازہ نہیں اور کہا کہ ہم نماز پڑھتے ہیں مگر وہ برائیوں سے نہیں رکتے اور اہل عبادت میں بگنا ہی کی پندار حد درکی ہے۔

عبادات کے متعلق مسلمانوں کی موجودہ حالت مولوی حبیب الرحمٰن صاحب نے بتائی ہے اُسکا خلاصہ اُسیقدر ہے اور یہ بالکل صحیح ہے مگر ہم نہایت افسوس اور رنج سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس لکچر میں جو بڑے اہم اور ضروری مضمون پر تھا یہ سننے کے آرزومند ہی تھے کہ وہ ان خرابیوں اور نقائص کی اصلاح کی کیا ضرورت پیش کرتے ہیں جبکہ انسان کے اصل منشا (وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ) سے اسقدر بعد اور دوری ہو گئی ہے پھر کیوں اس امر کی ضرورت محسوس نہیں کی جاتی کہ وہ کونسی روح تھی جو اب

قوم میں نہیں رہی جس نے قوم کو مردہ بنا دیا ہے؟ صاف ظاہر ہے کہ حقیقی یقین اور معرفت جس سے گناہ کی زہر دور ہوتی اور صلاحیت اور نیکی کی قوت آتی ہے وہ نہیں رہا۔ اور خدا تعالیٰ پر سچا ایمان نہیں رہا جس سے اس قسم کی کمزوری پیدا نہ ہوتی۔ اس مرض کے معلوم کرنے کے بعد دوسرا سوال یہ ہوتا ہے کہ یہ مرض دور کس طرح ہو سکتا ہے اور جب کبھی دنیا کی اس قسم کی حالت ہوئی ہے تو اسکا علاج انسان کی اپنی تجویز کردہ دواؤں سے ہوا ہے یا خود خدا تعالیٰ کے الہام اور وحی سے؟ ہم بلا خوف تردید کہتے ہیں کہ ندوۃ العلماء ہو یا کوئی اور مجلس اگر اسے قرآن شریف پر سچا ایمان ہے اور وہ اسکو خدا کا کلام مانتی ہے تو اسے اقرار کرنا پڑے گا۔ کہ روحانیت کے ایسے امساک کے وقت خدا تعالیٰ نے نوع انسان کی دستگیری فرمائی ہے اور کسی مامور کو بھیجکر اپنا ظہور فرمایا ہے تاکہ محبت حق سے دلوں پر ایک تقدیسی اثر پیدا ہو۔ اور وہ گناہ سے نفرت کریں۔ اور پھر عبادت میں انکو لذت اور مزہ آنے لگے۔

جبکہ **ندوۃ العلما** اور تمام دوسری مجالس نے بالاتفاق یہ تسلیم کر لیا ہے کہ عبادات میں (جو انسان کی خلقت کی علت غائی ہے) مسلمانوں کی یہانتک نوبت پہونچی ہوئی ہے کہ بعض نہیں سے اسے غیر ضروری بتاتے ہیں اور جو پابند بھی ہیں ان کے ہاتھ میں بجز پوست اور ظاہرداری کے کچھ نہیں تو کیوں یہ اعتراف نہیں کرتے کہ قوم میں روحانیت کو زندہ کرنیوالی روح کے نفخ کرنے کے واسطے ایسے انسان کی ضرورۃ ہے جو خدا تعالےٰ سے زندہ تعلق رکھ سکے۔ ع

بشنوید ای مردگاں من زندہ ام

جو لوگ قوم کی اصلاح کرنا چاہتے ہیں جب (بقول مولوی حبیب الرحمن صاحب اور علم تجربہ کے) خود انکی ایسی حالت ہو رہی ہے کہ اُن کے ہاتھ میں پوست ہی پوست ہے اور نماز پڑھ کر بھی وہ اصل مقصد جو نماز کا ہے حاصل نہیں ہوتا یعنی گناہ کی زندگی پر موت نہیں آتی۔ تو پھر کسقدر ظاہر بات ہے کہ ایسی حالت میں ضرورت ہے اس وجود کی جو خود

کا وارث ہو۔ جس میں جذب اور اثر کی قوت ہو جو اپنے پاک انفاس سے ایسی روح نفخ کرے کہ قوم میں نیکی کی قوت آجائے۔ اب ضرورۃ تو صاف ہے پھر کیا ہم خدا تعالیٰ پر بدظنی کریں کہ اُس نے کوئی انتظام نہیں کیا؟ نہیں نہیں اُس نے انتظام کیا اور اپنے وعدہ کیموافق اپنے ایک **صادق مامور** کو بھیجا کہ وہ **قوۃ یقین** اور **نور معرفت** پیدا کرے جو گناہ کے زہر کو دور کرتا اور انسان کو بھی بصیرۃ اور استیانہ عطا کرتا ہے وہ کون؟

حضرۃ مرزا غلام احمد قادیانی

خدا کی تائیدات اور نصرتیں اُسکے ساتھ ہوں۔ آمین

غرض عبادات کی حالت کے خراب ہونے سے مولوی حبیب الرحمن صاحب نے اگرچہ بتایا تو صرف اسیقدر کہ اسوقت ضرورۃ ہے کہ ع

مردے از غیب بروں آید و کارے بکند

مگر ہمکو افسوس ہے کہ یہ لوگ باوصفیکہ اپنے آپکو بیمار سمجھتے ہیں لیکن علاج کے لیے خود دوسرے بیمار کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے ہیں اور اسپر امید شفا۔ ع

ایں خیال است و محال است و جنوں۔

معاملات

معاملات کی حالت پر بحث کرتے کرتے دکھایا کہ معاملات کی صفائی رخصت ہو چکی ہے نفاق اور ریا سے کام لیا جاتا ہے اور اسکو جدید رنگ دیکر پالیسی بنا لیا ہے گویا اس پہلو سے بھی مسیح موعود کی ضرورت ثابت کی۔ غرض اخلاقی۔ علمی۔ عملی۔ ہر حالت پر ریویو کرتے ہوئے یہی ثابت کیا کہ مسلمانونکی حالت بہت نازک ہے مگر افسوس کہ اس نازک حالت میں پہونچکر بھی حقیقی طبیب کے علاج سے لاپرواہ ہیں۔

خود غلط بود آنچہ ماپنداشتیم۔

مولوی حبیب الرحمن صاحب کے لیکچر کو سنکر ہمیں خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ لوگ جو قوم کے ریفارمر بننا چاہتے ہیں اور اصلاح کے پلیٹ فارم پر کھڑے ہوکر ایسی تقریریں کرتے ہیں گویا ان کے دل میں قوم کے درد نے گدگدی کی ہوئی ہے تو یہ اس ندا اور آواز کے سننے کے لیے بڑے ہی آرزومند اور منتظر ہوں گے جو یہ کہے کہ آؤ میں تمہیں **اس قعر مذلت سے نکالوں** مگر ہمارا خیال غلط تھا۔ کیونکہ جب ہم نے **دعوۃ الندوہ** اور **تحفۃ الندوہ** رسایل اس قوم میں تقسیم کیے اور خود مولوی حبیب الرحمن صاحب کے مکان پر پہونچکر ان رسایل کو پیش کرنا چاہا۔ تو قبل اس کے کہ وہ انکو پڑھتے یا ہم سے ان کے متعلق کچھ دریافت کرتے نہایت ترشروئی اور بے اعتنائی سے کہا کہ **مجھے ان رسایل کی ضرورۃ نہیں**۔ جو خدا کے پیغام سننے کی ضرورۃ نہیں رکھتا خدا کو اسکی کیا پرواہ اور ضرورۃ ہے مگر ہمیں افسوس یہ ہوا کہ ابھی دوپہر کو یہی شخص گلا پھاڑ پھاڑ کر قوم قوم پکار رہا تھا۔ اور مانتا تھا کہ قوم کی حالت بہت ہی گری ہوئی ہے ہر پہلو سے گری ہوئی ہے۔ اور ابھی چار گھنٹے کے وقفہ کے بعد درد قوم سے بیتاب دکھائی دینے والا دل یہ نمونہ پیش کرتا ہے۔ غالباً یہ ثبوت ہوگا اس امر کا کہ واقعی مسلمانوں کی حالت قابل رحم ہے۔ اور گفتن و کردن میں واقعی فرق ہے۔

مسلمانوں کی اصلاح کی ضرورۃ

بڑے استغنا اور لمبی تقریر کے بعد مولوی حبیب الرحمن صاحب نے مسلمانونکی حالت کا مرثیہ پڑھ کر اسکی اصلاح کیطرف توجہ کی۔ اور یہ علاج بتایا کہ ان خرابیوں کی اصلاح کے لیے ایسے علما کا موجود ہونا ضروری ہے جو متبحر ہوں اور اپنے علم پر قادر ہوں اور ایمان کا نمونہ ہوں اور ایسے علما موجود نہیں ہو سکتے یا پیدا نہیں ہو سکتے جب تک باہمی نزاعیں دور نہ ہوں اور یہ کام ندوہ نے کیا ہے۔

ہم اگلے نمبر میں انشاء اللہ تعالیٰ اس امر پر مبسوط بحث کریں گے کہ ندوہ نے کیا کام کیا ہے اور ندوہ کے یہ قواعد کہاں تک واجب العمل ہیں یا [illegible] ہمکو بہت بڑا حصہ دعوۃ الندوہ کا لینا پڑیگا

باقی پانچویں نمبر میں

مختصر نوٹ اور نکات

مایوسی اور نا اُمیدی ضعف ایمان کا نشان ہے ورنہ جس جس قدر ایمان قوی اور اللہ تعالےٰ کی صفات پر یقین ہوگا اُسی قدر اُمید وسیع اور اطمینان بخش ہوگی + یہی وجہ ہے کہ بڑے مہذب ممالک میں خودکشی کی وارداتیں کثرة سے ہوتی ہیں کیونکہ وہ لوگ مادی دنیا سے پرے اپنی نظر نہیں پہنچا سکتے۔ اسباب ہی کو حقیقی اور اصلی ذریعہ کامیابی اور ناکامی کا سمجھ بیٹھے ہیں + مگر اسلام کیسا اطمینان بخش مذہب ہے کہ یوسی کے انتہائی نقطہ پر بھی خدا تعالےٰ کی قدرتوں اور طاقتوں کا یقین دلا کر اُمید کا پیارا چہرہ دکھاتا ہے اور یہ وعدہ آتا ہے لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا۔ اللہ کی رحمت سے نا اُمید مت ہو بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخشنے والا ہے۔

عالم اجسام اور عالم ارواح کا رب جبکہ ایک ہی ہے تو پھر کیوں انسان عالم اجسام کے قواعد و قانون کو مدنظر رکھتا ہوا عالم ارواح کے نظام پر نظر نہیں کرتا۔ کیا جسمانی رزق بلا طلب و تلاش کسی انسان یا حیوان کو میسر آسکتا ہے؟ اگر نہیں تو پھر کیوں روحانی رزق بلا طلب و تلاش حاصل کرنا چاہتا ہے۔ انسان کا روحانی رزق قرآن ہے پس جس جس قدر انسان اپنی ہمت۔ استقلال اور سمجھ کے موافق قرآن شریف میں مجاہدہ کرے گا اسی قدر اپنی روح کی سیری کا سامان اس سے حاصل کرے گا۔ اور نور و عرفان پائے گا مگر اس کیلئے وہی شرط مجاہدہ کی ہے جیسے رزق اگرچہ مقسوم ہے لیکن ع

شرط عقل ست جستن از درہا +

اسی طرح ہدایت اللہ تعالےٰ کے ہاتھ میں بے شک ہے مگر انسان کا اپنا فرض ہے سعی اور مجاہدہ اور ایسے لوگوں پر راہوں کا کھول دینا رب رحیم کا وعدہ ہے وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا + جو لوگ ہم میں ہو کر مجاہدہ کرتے ہیں ہم انکو اپنی راہیں دکھا دیتے ہیں۔ فقط

انسان کی فطرة میں کسی بڑے اور عظیم الشان طاقت یا ہستی کی طرف رجوع کرنا اور اپنی سمجھ اور طاقت کے موافق اُسکی عبادت کرنا موجود ہے اگرچہ یہ مادہ خطرناک بدکاریوں یا متکبرانہ زندگی کی وجہ سے کمزور اور مخفی ہوگیا ہو لیکن یقینی امر ہے کہ ہے ضرور اور یہی وجہ ہے کہ جب کبھی کوئی محرک پیدا ہوتا ہے تو پھر یہ رجوع کرتا اور اقرار کرتا ہے۔ بیماری اور سفر کی خوفناک اور تاریک گھڑیوں میں بے اختیار اسکے منہ سے اللہ نکل جاتا ہے اگر اللہ کا اقرار اسکی فطرت میں نہیں تو کیوں ایسا ہوتا ہے؟ اسی فطرتی اقرار کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں انھوں نے کہا ہاں؟۔

ہمارے اخبار کا ماٹو ہے اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ یعنی اللہ تعالےٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ قوم اپنی حالت کو نہ بدلے + اس میں کسقدر رجوع الی اللہ اور تغافل و تساہل کے ترک کی ہدایت ہے تیرہ سو سال بعد مغربی دنیا کو یہ گولڈن رول ملا ہے مگر نبی امی (فداہ ابی و امی) کسقدر بلند ہمت اور مجاہد انسان ہے جسکو یہ وحی تیرہ سو سال پہلے ہوتی ہے + اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ وَسَلِّمْ۔

ہائی جن (حفظ صحت) اور سنی ٹیشن کے قواعد پر جسقدر لطیف اور کامل بحث قرآن کریم نے کی ہے ہم دعوی سے کہتے ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا محکمہ حفظان صحت بھی ان قواعد سے بڑھ کر پیش نہیں کر سکتا + کیسے مختصر اور جامع قواعد قرآن پیش کرتا ہے مثلاً فرمایا ہے وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ہر ایک قسم کی پلیدی اور گندگی سے دور رہ + اس سے ہر قسم کی صفائی اور پاکیزگی کی ہدایت کی اور يُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ اور يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ کہ کر كُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَلَا تُسْرِفُوْا کی ہدایت فرمائی + یہانتک تو ان اسباب اور قواعد کی پابندی کو اصولاً بیان فرمایا جو حفظ صحت کے لیے ضروری ہیں اور چونکہ اصل مبدا اور منبع تمام فضلوں کا اللہ تعالیٰ ہی ہے اس لیے آخر اس امر کی طرف انسان کو متوجہ کیا کہ جہاں وہ ان قواعد صحت کو ملحوظ رکھے وہاں خدا تعالےٰ کی رضا کو بھی مقدم کرے اور نیک اعمال کرے جیسے فرمایا كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اور اسپر حفظ صحت کے قواعد پر عمل در آمد کا اصل منشا چونکہ درازی عمر ہے اسکا راز یوں سمجھایا وَاَمَّا مَا يَنْفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْاَرْضِ۔ جو لوگوں کو نفع پہونچاتا ہے اسکی عمر دراز کی جاتی ہے اگر دانشمند ان مجموعی قواعد ہائی جن پر غور کرے تو اسے اقرار کرنا پڑے گا کہ قرآن کریم لاریب خدائے بزرگ و برتر کا کلام ہے اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ھدًی للمتقین ہے

غلط فہمی یا نادانی بھی خطرناک مرض ہے جو بدقسمت انسان کو لاحق ہو جاتی ہے خدا کرے کہ کوئی اسمیں مبتلا نہ ہو اس سے اچھا بھلا انسان غلط نتائج پر پہونچکر گمراہ ہو جاتا ہے + آجکل کے ریفارمش کے مدعی اپنی مہذب سوسائٹی کی معاشرت کو ہی پیش نظر رکھتے ہیں اور بخیال خویش عورتوں کے حقوق کی اصلاح پر بڑا زور دے رہے ہیں اور نہایت بیباکی اور دیدہ دلیری سے کبھی کبھی یہ اعتراض بھی کر دیتے ہیں کہ اسلام میں عورتوں کی حالت غلامی کی بدتر ہے اس سوال کا جواب انشاء اللہ مفصل ہم اپنے ایک مبسوط رسالہ میں جو اسی مضمون پر "اسلام اور عورة" کے نام سے لکھا ہے دیں گے مگر مختصر طور پر کہدینا بھی کافی ہے کہ اسلام نے جسقدر عورة کے حقوق اور اسکی عزة کی نگہداشت کی ہے + کسی دوسرے مذہب نے ہرگز نہیں کی۔ قرآن شریف کے ایک جملہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ کا مقابلہ دنیا کی کسی کتاب میں نہ ملے گا یعنی عورتوں کے ساتھ ایسے طریق سے معاشرت کرو جو فطرتی عقل اور نیک تقاضاؤں اور پسندیدہ طریقوں کے موافق ہو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَيْرُكُمْ خَيْرُكُمْ لِاَهْلِهٖ تم میں نیک وہی ہیں جو اپنی عورتوں کے ساتھ نیک ہیں۔ اور نے

لعنت اللہ علی الکاذبین

ہمیں معلوم کرایا گیا ہے کہ کسی محمد حنیف فیروز پوری نے ریاض الاخبار گورکھپور میں ایک مضمون چھپوایا ہے جسمیں یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ ندوۃ العلماء کا ایک گروہ بصدارت مولوی مسیح الزمان خان صاحب شاہجہانپوری بعد اختتام جلسہ ندوہ قادیان گیا تہا اور کسی نے اُسنے مباحثہ اور مقابلہ نہ کیا **لعنت اللہ علی الکاذبین** ریاض الاخبار ہمارے دفتر میں نہیں آتا اس لئے اس مضمون کو ہم نہیں دیکھ سکے لیکن ہمیں یقین دلایا گیا ہے کہ اس قسم کا مضمون اس میں چہاپا گیا ہے فیروز پوری حنیف کو پنجاب میں کوئی اخبار نہ ملا جسمیں وہ اس واقعہ کو درج کراتے جو گورکھپور بہاگے گئے یہ صریح دلیل اس امر کی ہے کہ وہ ایک غلط مضمون شائع کرانا چاہتے تہے ہمکو ریاض الاخبار پر بہی افسوس ہے کہ اسنے بلا تحقیق کامل کیون اس قسم کا مضمون درج کر دیا جسکی کچہ اصل نہتی بہر حال کیا اس قسم کی چال بازیون اور چالاکیون سے یہ لوگ الٰہی سلسلہ پر فتح پا سکتے ہین ہرگز نہیں انکا نتیجہ یہی ہوگا کہ دانشمند اور سلیم الفطرت پبلک کو اس نتیجہ پر پہنچا دینگے کہ ہمارے مخالفو نکے پاس کذب و زور کی نجاست کے سوا اور کچہ نہیں ہم نے ندوۃ العلماء کو دعوت کی **تحفۃ الندوہ اور دعوۃ الندوہ۔ اعلان الرسل** وغیرہ رسائل اور کتابین اور اشتہار جلسہ ندوہ پر خود امرتسر جاکر ندوہ کے جلسہ میں برابر تین روز تقسیم کئے علماء ندوہ اور اراکین ندوہ سے ملے مگر انمین سے ایک بہی ایسا نہوا جو اس میدان مقابلہ مین باہر آتا اور قوم کو تفرقے سے بچانے کی سعی کرتا سکرٹری ندوہ کے نام رجسٹری خط بہیجا جسکا جواب آج تک انہون نے نہین دیا ٭

ہم نہایت افسوس سے ظاہر کرتے ہین کہ یہ لوگ مسلمان کہلا کر جہوٹ کی نجاست پر منہ مارتے اور **لعنت اللہ علی الکاذبین** کے وعید سے نہیں ڈرتے۔ ہم وہ سب کتابین جو جلسہ ندوہ مین تقسیم کی گئی ہین اور الحکم کے وہ پرچے جسمین ندوہ کے سکرٹری کے نام رجسٹری خط درج ہوا ہے بسبیل ڈاک ایڈیٹر ریاض الاخبار گورکھپور کو بہیجتے ہین اور امید کرتے ہین کہ وہ ایسی بیہودہ اور محض جہوٹی خبر کی تردید کرینگے ٭

اور اصل واقعات کو ظاہر کرنے مین ہرگز بخل سے کام نہ لینگے شاہ جہان سے مولوی محمد شرافت اللہ صاحب نے جو ندوہ کے جلسے مین موجود تہے ریاض الاخبار کو جو تردیدی نوٹ لکہا ہے وہ ہمارے پاس بہی بغرض اندراج روانہ کیا ہے جو ہم ذیل مین درج کرتے ہین

ایڈیٹر

صداقت آثار مالک و مہتمم ریاض الاخبار سلمہ الغفار

السلام علیکم۔ آپکا اخبار مطبوعہ ۸ر نومبر ۱۹۰۲ء مینے دیکہا اور بہت تعجب اور حیرت سے پڑہا محمد حنیف مراسلہ نگار نے جو خبر ندوہ کے قادیان جانے کی لکہی ہے وہ بالکل جہوٹ اور سراسر خلاف ہے اسکا ایک لفظ بہی سچا نہیں ہے امرتسر کے جلسہ ندوۃ العلماء مین مین خود موجود تہا اور جناب مولانا مولوی مسیح الزمان خان صاحب صدر ندوۃ العلماء اسی شہر کے جسمین مین رہتا ہون رئیس اعظم ہین اور جناب محمد سعید خانصاحب سوداگر و رئیس اور حافظ محمد اسمٰعیل خان صاحب وکیل عدالت ججی و نیز دیگر معززان و رئیسان شاہجہانپور اس جلسہ مین شریک تہے اور لطف یہ کہ ہم سب لوگ اوسی کمرے مین ٹہیرے تہے جسمیں جناب مولانا مولوی مسیح الزمان خانصاحب صدر ندوۃ العلماء رونق افروز تہے اور بعد اختتام جلسہ مولوی صاحب ممدوح سرہند شریف کو تشریف لے گئے تہے اور اور علماء و اراکین و معاونین ندوہ اپنے اپنے مقام کو چلے گئے لیکن یہ راقم معہ میر ظہور علی صاحب ساکن شاہجہانپور کے دو روز تک امرتسر مین مقیم رہا اور بعد اس کے دار الامان قادیان کو جاکر حضرت میرزا صاحب موصوف کے شرف بیعت حضرت اقدس مسیح موعود و مہدی مسعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مشرف ہوا اور ۱۹ر اکتوبر تک وہان مقیم رہا لیکن ہم دونون آدمیون نے ندوہ کے کسی عالم فاضل مفتی قاضی صوفی صافی کو بغرض مباحثہ قادیان کو جاتے نہ دیکہا نہ سنا اور نہ فی الواقعہ کوئی گیا بلکہ جناب مولانا مولوی محمد احسن صاحب فاضل امروہی بموجب اشتہار تحفۃ الندوہ وغیرہ سے اسی اغراض کے لئے قادیان سے تشریف لائے ہوئے امرتسر مین موجود تہے کہ جس کسی کو بحث مباحثہ کرنا ہو کرے اور تین روز مین تین اشتہار چہپے ہوئے اعلان الرسل وغیرہ بغرض اتمام حجت شائع کئے اور تمام شہر اور ندوہ مین تقسیم کئے اور تحفۃ الندوہ و دعوت الندوہ و کشتی نوح کی بہت سی جلدین علاوہ اراکین و معاونین ندوہ کو تقسیم کین چونکہ راقم کو بہی دینی ندوہ مین معاونت اور معاونون کے ملین نہین اور اب تک راقم کے پاس موجود ہین مگر کسی عالم فاضل ممبر ندوۃ العلماء نے سانس تک بہی نہ لی لیکن ہمیں شک نہین کہ ندوۃ العلماء کی خاموشی حق بجانب تہی کیونکہ ندوۃ العلماء نے پہلے ہی مولویان امرتسر کی درخواست پر مباحثہ سے قطعی انکار کر دیا تہا اور صاف کہدیا تہا کہ بحث مباحثہ ندوہ کے اصول کے برخلاف ہے اور ہم لوگ یہان کسی سے بحث مباحثہ کرنیکو اسطے نہین آئے ہین۔ لیکن جب یہ جہوٹی خبر آپکے اخبار مین شائع ہوئی تو بروز پنجشنبہ بوقت صبح مخدومی مکرمی حافظ سید علی صاحب ساکن شاہجہانپور نے پاس مولانا مولوی مسیح الزمان خان صاحب کے جو کہ ندوۃ العلماء کے صدر انجمن ہین جاکر دریافت فرمایا کہ کیا آپ بصدارت ندوۃ العلماء قادیان کو تشریف لے گئے تہے تو مولوی صاحب ممدوح نے فرمایا کہ حاشا وکلا مین قادیان کے جانے سے خبر بہی نہین رکہتا جس کسی نے یہ خبر شائع کی ہے وہ بالکل غلط اور محض افترا ہے ہان البتہ یہ ہوا تہا کہ علماء امرتسر ایک درخواست بغرض مباحثہ میرزا صاحب سے ہمارے پاس لے کر آئے تہے لیکن ہم نے اسکی انکار کر دیا تہا اور اس درخواست پر دستخط نہین کئے تہے بلکہ ہم نے یہ بہی سنا تہا کہ قادیان کے کچہ لوگ بغرض مباحثہ آئے ہوئے ہین اور اُن لوگون نے وہان اشتہار بہی تقسیم کئے تہے نقل تواب مین اوس مراسلہ نگار کے حق مین بجز اس کے اور کچہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے اپنے ایمان کو بغل مین دبا کر اس جہوٹی خبر کو شائع کیا اور **لعنت اللہ علی الکاذبین** کا نشانہ بنکر خسر الدنیا و الآخرہ کے تاریک گڑہے مین جا گرا لہذا مین آپ کے اخلاق کریمانہ سے امیدوار ہون کہ آپ براہ مہربانی اس مراسلہ کی تردید اپنے آئندہ اخبار مین شائع کر دیجئے اور مراسلہ نگار کے ٹہیک پتہ سے مطلع فرمائیے تاکہ اُس کی اس غلط بیانی اور افترا بندی کی چارہ جوئی عدالت مجاز سے کی جاوے اور اگر آپ نے ایسا نکیا تو راقم الحروف اس کی تردید دوسرے اخبارون کے ذریعہ شائع کرائے اور آپ کی اس امانت اور دیانت کی داد دینے پر مجبور ہوگا فقط زیادہ

والسلام ٭

راقم خاکسار محمد شرافت اللہ خان از شاہجہانپور

[illegible] ۱۹۰۲ء

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے متعلق نوٹ اور خبریں

دربارِ دہلی اور ہم دربار دہلی کی تقریب پر ملک ودیار کے چیدہ چیدہ لوگ شامل ہونے والے ہیں اس تقریب پر بعض مذہبی سوسائیٹیوں نے اپنے مذہب کی تبلیغ اور وعظ کا بھی انتظام کیا ہے کیا ہمکو بھی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اس موقع پر تبلیغ کرنی چاہیے؟ ہماری رائے میں یہ بڑا عمدہ موقع اور تقریب ہے اور جہانتک ممکن ہو اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیا جاوے - اگرچہ ہماری جماعت پر بہت سے چندوں کا بوجھ ہے لیکن خدا کا فضل ہے کہ آجتک سلسلہ کی ساری ضروریات انہیں ضعفا غرباء کی جماعت سے پوری ہوتی چلی جارہی ہیں اس لیے ہم اپنی جماعت سے ہمیشہ متوقع ہیں کہ جب کسی نیک کام کی تحریک کی جاوے تو وہ ہمیشہ اپنی ہمت سے بڑھ کر قدم مارنیکو طیار ہوتی ہے اس موقعہ پر تبلیغ کی ایک صورت ہمارے ذہن میں آتی ہے اگر اکابران ملت اسے پسند فرماویں تو ہمیں اپنی رایوں سے اطلاع دیں اور تحریک شروع کریں ورنہ خیر - اور وہ تجویز یہ ہے کہ ایک مختصر سا اشتہار کئی لاکھ چھپا کر اس موقع پر تقسیم کیا جاوے جسمیں حضور اقدس کا دعویٰ اس کے مختصر دلائل اور آپ کی پاک تعلیم درج ہو + اس تجویز پر اگر غور کیا جاوے تو بہت جلد یہ تحریک ہونی چاہیے - یہ اشتہار انگریزی اور اردو زبان میں شائع ہو

اعلانِ قبرِ مسیح کی اشاعت حضرت مسیح کی قبر کے متعلق اعلان چھپکر طیار ہے اور تین سو روپیہ اسکی اشاعت کے لیے درکار ہے جسمیں سے قریباً سو جمع ہو چکا ہے باقی روپیہ بہت جلد جمع ہونا چاہیے تاکہ یہ کام شروع کیا جاوے - ہر شہر کی جماعت پر لازم ہے کہ وہ بہت جلد اس امر کیطرف توجہ کرے یہ عظیم الشان ثواب کا موجب ہے کیونکہ کسر صلیب جو مسیح موعود کی بعثت کا اصل مقصود ہے اس کے لیے کارگر حربہ یہی ہے ہمکو امید ہے کہ بہت جلد یہ باقی روپیہ پورا کیا جاوےگا اس کے متعلق کل روپیہ مولوی محمد علی صاحب ایم اے کے نام آنا چاہیئے اور منی آڈر کے کوپن پر تقسیم چندہ اشتہار قبر مسیح ضرور درج ہونا چاہیے + اس چندہ میں شریک ہونے والوں کے لیے ایک اور سہولت بھی رکھی گئی ہے کہ وہ کشتی نوح کی چندہ کاپیاں خرید لیں - جن کی قیمت آٹھ جلدوں کے لیے علاوہ محصول ایک روپیہ اور فی جلد ۲؍ ہے ہم اُمید کرتے ہیں کہ بہت جلد یہ کمی پوری کیجاویگی

توسیع مکان کا چندہ توسیع مکان کا چندہ خدا کا شکر ہے کہ جلد جلد آرہا ہے اور اگر اسی طرح احباب نے توجہ کی تو اُمید ہے کہ بہت جلد تخمینہ شدہ رقم جمع ہو جاویگی - چار سو روپے سے زائد کی لکڑی خریدی جا چکی ہے دوسرا مصالح وغیرہ خریدنے کی فکر ہو رہی ہے - جہانتک جلد ممکن ہو اس کارِ خیر میں حصہ لینے والے متوجہ ہوں - توسیع مکان کا چندہ مولوی عبد الکریم صاحب کے نام آنا چاہیے اور منی آڈر کے کوپن پر اپنا پورا پتہ اور لفظ توسیع مکان لکھنا چاہیے کیونکہ لنگر کا چندہ بھی اُن کے پاس آتا ہے اور یہ روپیہ لنگر کے چندہ سے الگ مد کا ہے -

---

دارالامان کا ہفتہ

۱- حضرۃ حجۃ اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طبیعت بہ تقاضائے اعصاب و سر اور زکام کیوجہ سے ناساز رہی - تاہم بندگان عالی نے اپنے کام کو نہیں چھوڑا - اس ناسازی طبیعت ہی کے دوران میں ایک عظیم الشان اشتہار لکھا ہے جو چکڑالوی اور مولوی بٹالوی کے مباحثہ پر بحیثیت حکم موعود ہونے کے محاکمہ ہے - یہ اشتہار بہت جلد شائع ہونا ہے -

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہل بیت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے تندرست ہیں

۲- مولانا مولوی نورالدین صاحب اور مولوی عبد الکریم صاحب بھی خدا کے فضل سے تندرست ہیں - مولوی محمد احسن صاحب گذشتہ ہفتہ میں دارالامان پہنچ گئے تھے اور اعجاز احمدی کی اشاعت پر آگئے تھے -

۳- مولوی نورالدین صاحب نے درس قرآن مجید ختم قرآن کے بعد پھر شروع فرمایا ہے + ایڈیٹر الحکم خدا کے فضل و کرم پر توقع کر کے آرزو رکھتا ہے کہ اس مرتبہ کے درس سے وہ قوم کی کوئی نئی مگر اہم اور ضروری خدمت کر سکے اللہ تعالیٰ اسے توفیق دے آمین -

۴- اس ہفتہ ہمارے مخدوم و محسن جناب شیخ رحمت اللہ صاحب تاجر لاہور جو پچھلے ہفتہ بخیریت سے اپنے سفر انگلستان سے واپس آئے تھے دارالامان بغرض حصول نیاز امام علیہ السلام حاضر ہوئے اور دو چار روز رہ کر مع الخیر لاہور واپس تشریف لیگئے

۵- دارالامان کی احمدی جماعت میں خدا کے فضل سے روز بروز ترقی ہو رہی ہے اور یہ بھی خدا کا شکر ہے کہ جماعت کی حالت صحت بہت اچھی ہے -

۶- بیعت کی تعداد اب اسقدر بڑھ گئی ہے کہ الحکم اب اس کی فہرست کی برداشت نہیں کر سکتا - تاہم وقتاً فوقتاً درج کرتا ہی رہتا ہے

ہم اور ہمارے ہمعصر

اس عنوان کے تحت میں وقتاً فوقتاً ہم اُن غلط بیانیوں کی تردید کیا کریں گے جو سلسلہ عالیہ کے متعلق کی جاتی ہیں - ایڈیٹر

پیرچارک اور پگٹ اکتوبر کے آخری پرچہ میں جالندہری پیرچارک نے اپنی معمولی فطرت کے مطابق پگٹ کے متعلق رائے زنی کرتے ہوئے حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود کی پاک ذات پر ایک کمینہ حملہ کیا ہے اور پایونیر سے اقتباس کرتے ہوئے اپنی کم فہمی اور کم علمی کا ثبوت دیا ہے۔

حضرت اقدس کے چیف آف قادیان ہونے پر ریمارک کرتے ہوئے پیرچارک کو شرم آجاتی اگر وہ کم از کم سر لیپل گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب ہی پڑھ لیتا - پھر اسے معلوم ہوتا کہ حضرت مسیح موعود واقعی قادیان کے چیف ہیں یا نہیں -؟

پیرچارک کا یہ کہنا بالکل غلط ہے کہ پوپ آف روم کو چیلنج دیا ہے بلکہ یہ چیلنج

٭ ۲۰ نومبر کے میگزین انگریزی میں تین عظیم الشان مضامین ہیں - یعنی حضرت مسیح موعود کی تعلیم - منجانب اللہ وحی کے علامات - یسوع کی عصمت کے متعلق اناجیل کی تعلیم - آخری مضمون خصوصاً ان پادریوں کی توجہ چاہتا ہے جو ہمیشہ انبیاء علیہم السلام پر اتہام باندھکر انکو گنہگار ٹھیراتے ہیں - ایڈیٹر

ڈاکٹر ڈوئی؛ امریکہ کے ایک کذاب اور
مفتری الیاس کے مدعی کو دیا گیاہے۔
پایونیر کی نے چاٹ کر پرچارک کا یہ کہنا
کہ اگر دونوں جھوٹے ہوں تو پھر فیصلہ کیا ہو
پایونیر اور پرچارک دونو کی ضعیف
الاعتقادی کا ثبوت ہے جب چیلنج میں
صاف لکھاہے کہ کاذب پہلے ہلاک ہوگا
تو پھر دونوں کاذب کیونکر ہوسکتے ہیں۔
کیا خدا کی حکومت ممیز حکومت نہیں ؟
کیا موت اور زندگی انسان کے اپنے ہاتھ میں ہے۔
تعجب ہے کہ عقل کا دعوی کرنیوالے
ایسی بیہودہ باتیں کیوں کرتے ہیں ؟
بات اصل میں یہ ہے کہ جن کے نزدیک
نیوگ جیسا حیا سوز اور اخلاق کش
مسئلہ جائز ہو اور جن کے ہاں ایک عاجز
انسان خدائی کے تخت پر بیٹھ سکتا ہو
وہ ان اسرار معرفت کو سمجھ کیونکر سکتے
ہیں !!!

جھوٹھے مسیح اس عنوان سے نورافشاں نے ۱۳ نومبر کی اشاعت میں
ایک نوٹ لکھاہے اور رہتک کے کسی
کاذب مدعی کا عدالت میں پیش ہونا بیان
کرکے کہتاہے کہ اس مسیح موعود کو جرمانہ
اور قید کی سزا دی گئی ہتی مرزا غلام احمد
صاحب بھی عدالت میں پیش ہوئے تھے
عدالت میں پیش ہونا کچھ مماثلت رکھتاہے
کیا مناسب نہ ہوگا کہ تمام قیدیوں کو
اس مماثلت کی خبر دیدی جاوے - تاکہ
وے بھی اپنا موقع ہاتھ سے نہ گنوائیں؟
پادری صاحب کو اس بات تو خوب سوجھی
ہے اور بہتر ہو کہ وہ بھی اس ایجاد کو
پیٹنٹ کراکر اشتہار دیدیں - مسیح موعود
بنانے کا اشتہار تو فضول ہے خدا
بنانے کا اشتہار دیں کیونکہ صادق مسیح موعود
تو جب عدالت میں پیش ہوا - نہایت
عزت و احترام سے پیش ہوا مگر ہمارا کرم
صاحب کے مصنوعی خدا کی جو گت بنی
وہ انکو خوب معلوم ہے اسلیے ہم پہلی سی
پانے والے طمانچہ کھانیوالے - منہ پر
تھکوانے والے کو وہ بشارت دیدیں

کہ ہمارا خدا ایسا ہی ہوتاہے؛ اس لیے ہم
اسکو تسلیم کرنے کو طیار ہیں - کیونکہ اب
غالبًا عیسائی دنیا کے نزدیک انکی آمد کا
زمانہ بھی آگیاہے - بہتر ہے کہ پادری
صاحب اس جیلخانوں میں جاکر خدا گری
کے اشتہار چپاں کریں - اور اس مماثلت
کو اہل زندان میں لیجاویں ۔

حضرت اقدس کی پرانی اور اچھوتی تحریریں

جناب میرزا سلطان احمد صاحب اکسٹرا
منٹگمری کے ذریعہ ہمکو حضرۃ حجۃ اللہ
المسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی بعض پُرانی تحریریں ملی ہیں جن میں سے
وقتاً فوقتاً ہم ہدیہ ناظرین کرتے رہینگے
انشاء اللہ العزیز یہ تحریریں کبھی شائع نہیں
ہوئیں - مرزا صاحب موصوف نے ہمسے
وعدہ کیاہے کہ اگر انکو اور مضامین یا تحریریں
کبھی دستیاب ہوں گی تو وہ الحکم کو
بڑی خوشی سے دینگے جس کے لیے
ہم اُن کے شکر گذار ہیں۔ ایڈیٹر

ایلی ایلی لما سبقتانی

کلامے کہ بر وے پیر دست جاں
در و بندہ خواندست خود را عیاں
کہ یارب تو پروردگارے مرا
نداتم چرا مے گذاری مرا
مسیحا دعا قرار دارد دریں
یکے جہل خود از قضائے چنیں
دوم انکہ او ہست بے اختیار
ندارد بقول شما اقتدار
بہ بے اختیاری و جہل و نیاز
خدا سازیش نا ہیت شرم باز
کہ بندہ چنیں منقصت بر خدا
نگارہ نماید بریں عقل و رائے

زمحتاج و نادان و بے اختیار
چہ خواہد پرستندہ با شعار

الوہیت کا رد

یکے آنکہ دید ست خلق و جہاں
زبے اختیاریش چوں بندگاں
ہم از ماندنش در رحم بندہ وار
بنہ ماہ خوں خوردن و اضطرار
ہم از زادنش از رہ مستمر
رہ بول و بد بو کہ نا اید بشر
ہم از کاہش و رنج و درد و یدن
ہم آہستہ بالا گرفتن بہ تن
ہم از خوردن و نیز جوعاں شدن
کہ باشد دلیل از گہ از بدن
ہم از خواب و غفلت ہم از انا و دہش
ہم از عجز و فکر و ہم از سلب ہوش
دگر آنکہ عیسی خود اقرار کرد
بہ ہنگام رفتن بداں کار کرد
از آن معتبر تر بنا شد کلام
کہ گو بہ بقرب اجل یک امام

ہماری اپنی گذارش

سال رواں قریب الختم ہے
بقایا داران سے بقایا وصول کرنیکو لیئے
وی پی بھیجے جارہے ہین ان خوش
معاملہ خریداران کے ہم شکر گذار ہین
جنہوں نے ہماری وی پی وصول کر کے
بروقت کارخانہ کی اعانت فرمائی
اور انسے برادرانہ گلہ ہے جنہوں نے
بلاوجہ سال کے اختتام پر بھی
اپنی سہل انگاری سے قومی خادم کارخانہ کی ضرور تو نکو نہین سمجھا ۔ ہم انکو یقین دلاتے ہین کہ اس سے مطبع کو سخت نقصان پہونچتا ہے وہ اپنی فرض کو سوچین ۔ ایڈیٹر

بیعت کا کالم

میاں چراغ الدین صاحب برادر نظام الدین تلعہ دیدار سنگھ ضلع گوجرانوالہ
میاں سعد اللہ صاحب نومسلم جہلم محلہ نوان
میاں عبد الرحمن صاحب معرفت حکیم شاہ نواز صاحب راولپنڈی
میاں محمد رشید الدین برادر محمد یسین پٹواری کلیہ ضلع انبالہ تحصیل روپڑ
میاں اسعد اللہ ملازم راجہ عطا محمد خان کشمیر براہ اسلام آباد
میاں فقیر محمد نیچہ بند راولپنڈی
میاں حسین علی طالب علم سیکنڈ کلاس الف اے گوجرانوالہ
مسماۃ نور الہی زوجہ حافظ محمد علی ساکن چک
میاں محمد فیض الحسن صاحب گجرات راہوکے
میاں محمد فاضل صاحب " "
میاں فضل الہی صاحب " "
میاں الہ بخش صاحب ملتانی اندرون دروازہ محلہ کبجی والہ
میاں صوبا صاحب منصوران ضلع لودیانہ
علی محمد صاحب ولد صوبا صاحب " "
ہمشیر میاں صوبا مذکور " "
میاں الہی بخش صاحب معرفت حکیم محمد خان فیروزپور
مسماۃ زینب بی بی اہلیہ الہ بخش صاحب "
میاں جان محمد صاحب " "
میاں واحد بخش صاحب " "
میاں عبد الغنی صاحب جموں
میاں محمد علی صاحب مدرس بن باجوہ
میاں غلام قادر صاحب ساکن کلیہ ڈاک خانہ چمکور ضلع انبالہ تحصیل روپڑ۔
میاں چودہری سہناں موضع مل سیالکوٹ ظفروال +
میاں مولاداد ملاح سعد اللہ گجرات
میاں شاہ محمد ولد چوغتا "
مسماۃ طالع بی بی صاحبہ زوجہ گلاب بیگ رنگریز محلہ کشمیری سیالکوٹ
قاضی عبد اللطیف طالب علم مشن سکول نارووال "

مسماۃ فضل بیگم صاحبہ دختر نظام الدین درزی بازار بڑا شہر جہلم
غلام فاطمہ صاحبہ " "
میاں محمد حسن صاحب معرفت منشی صاحب الدین بہائی دروازہ لاہور کارخانہ مرہم عیسیٰ
میاں کالو صاحب چپراسی تار جموں
میاں عبد المجید کانسٹیبل نمبر ۴۰۸ کورٹ پولیس لائن شہر جہلم
میاں غلام مرتضیٰ صاحب اوڈام باگر گوردا سپور
میاں عبد الغنی صاحب " "
میاں عبد اللہ صاحب " "
اہلیہ میاں عبد اللہ صاحب " "
۳ دختر میاں عبد اللہ صاحب " "
میاں عبد الحق صاحب " "
میاں نور دین صاحب " "
پسر ۲ میاں نور دین صاحب " "
میاں محمد لطیف صاحب " "
میاں رحیم بخش صاحب " "
میاں چودہری باغ خان صاحب "
میاں الہ دتا صاحب باشندہ
مسماۃ بہاگن صاحبہ زوجہ محمد لطیف صاحب "
میاں غلام محمد صاحب حجام "
میاں مظہر حسن صاحب ضلع بدایون سہوان محلہ سیف اللہ گنج
میاں خدا بخش صاحب نیا محلہ جہلم
اہلیہ میاں خدا بخش صاحب " "
میاں عطاء اللہ بیگ چک جیتا تحصیل سیالکوٹ
میاں خیر الدین سراج لودیانہ محلہ ڈھولیوال
احمد اللہ عرف عبد اللہ صاحب گورچ منگلی " لودیانہ متصل مسجد خان بابا
میاں عبد الستار شاہ ملازم جیل جہلم
میاں محمد دین حکیم چک رحمان گجرات
میاں عباس خان صاحب ہری پور ضلع ہزارہ
منشی ہدایت اللہ صاحب ملازم پولیس گارڈ نمبر ۲ انارکلی لاہور
میاں محمد ابراہیم مستری لاہور موچی دروازہ کوچہ لوہاران
اہلیہ میاں احمد دین صاحب سیٹھ جہلم
اطفال " "
فقیر محمد صاحب کشمیری "

میاں مہتاب دین صاحب سیالکوٹ محلہ
میاں عبد الرحمن صاحب سیالکوٹ محلہ
چودہری محمد سلطان خان صاحب
میاں غلام سرور باشندہ پشاور کوئٹہ
میاں احمد دین ڈوری باف آدوراں گوجرانوالہ
اہلیہ میاں احمد دین صاحب " "
مسماۃ رسول فاطمہ صاحبہ " "
" غلام فاطمہ صاحبہ " "
ہمشیرہ میاں احمد دین صاحب " "
میاں ولی محمد صاحب ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھانہ ڈونگہ گلی ضلع ہزارہ
راجو لی خان صاحب چک نمبر ۳۸۴ گوگیرہ برانچ ضلع جھنگ +
میاں محمد خان صاحب ٹورسیر یوگنڈہ ریلوے افریقہ
میاں محمد حیات صاحب دہرم کوٹ رندہاوا
میاں حاکم بیگ دربان جیل راولپنڈی
میاں محمد دین ملازم " "
پیر شاہ صاحب واڈار "
پیران دتا وارڈر جیل "
میاں چراغ الدین زرگر سیالکوٹ از اسمی یعقوب
میاں عزیز الدین صاحب " "
میاں عمر الدین صاحب " "
مسماۃ عائشہ بی بی اہلیہ میاں چراغدین "
مسماۃ زینب بی بی اہلیہ میاں عمر الدین "
مسماۃ برکت بی بی اہلیہ میاں چراغدین "
مسماۃ عائشہ بی بی اہلیہ میاں عزیز الدین "
میاں غلام نبی صاحب " "
میاں غلام حیدر صاحب "
میاں محمد شفیع صاحب "
میاں محمد شریف صاحب "
احمد حسن کلارک پورٹ ٹرسٹ احسن کماری بندر کراچی
میاں محمد طالب حسین بہوگام مین پور
میاں محمد حسین صاحب چکھور سیالکوٹ ظفروال ۔ غلام محمد صاحب برام ضلع جالندہر تحصیل نواں شہر میاں محمد احسین صاحب پڑتاب گڑھ۔
میاں وزیر الدین صاحب چک نمبر ۲۷۶ لائل پور
شیخ شبیر حسن صاحب و اہلیہ سامانہ ریاست پٹیالہ
میاں مہدی حسن صاحب و اہلیہ
میاں مقبول حسن صاحب و بی بی ہاجران و بی بی رحمت +

در مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی صاحب تراب احمدی ایڈیٹر کے شائع ہوا

احمدی قوم کے ہر فرد کے نام عموماً اور سرپرستان الحکم کے نام خصوصاً

ایڈیٹر الحکم کا کھلا خط

برادران! اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ! میں اس عریضہ کے ذریعہ اپنی قوم کے ہر فرد کی عموماً اور سرپرستان الحکم کی خصوصاً توجہ ایک ضروری اور اہم ضروری امر کیطرف مبذول کرانیکی سعی کرنا چاہتا ہوں اور سہ باتوں کا اندازہ کرنیکا خواہشمند ہوں کہ وہ قوم جسمیں شکرگذاری کی سچی روح نفخ ہوچکی ہے اور جو اس پاک ارشاد کو خوب سمجھتی ہے من لم یشکر الناس لم یشکر اللہ) اپنے ایک قومی خدمتگذار کی صدا کو کس شرح صدر اور فراخدلی سے سنتی اور اس کی حوصلہ افزائی کے لیے طیار ہوتی ہے۔

(۲) میں اس امر کا دعویٰ کرنا نہیں چاہتا کہ میں نے الحکم کے ذریعہ اپنی قوم کی کوئی خدمت کی ہے اور حقیقت میں یہ خدا تعالیٰ کا محض مجھ پر فضل تھا کہ اس نے اس خدمت کا فخر مجھکو دیا اور میں سمجھ ہی نہیں سکتا کہ میں کیا خدمت کرسکتا تھا مگر میں نے ملک کے مختلف حصوں اور اپنی قوم کے ہر طبقہ کے افراد کے منہ سے یہ آواز سنی اور پڑھی ہے کہ الحکم نے احمدی قوم کی بہت بڑی خدمت کی ہے اور بہت سے خطوط شکر گذاری کے مجھ پہونچے میں جنکو پڑھ کر بہت ہی شرمندہ ہوتا ہوں کہ میری ناکارہ خدمت پر بھی قوم میری خدمات کی سپاس گذار ہوتی ہے بحالیکہ مجھے قوم کا شکر گذار ہونا چاہیے جسکی امداد سے میں اس خدمت کو بہت ہی چھوٹے پیمانہ پر سرانجام دیتا رہا ہوں۔ اور جو میرے نزدیک کچھ بھی نہیں۔

(۳) جو لوگ شروع سے الحکم کے پڑھنے والے ہیں وہ بخوبی سمجھتے ہیں کہ الحکم نے کن کن مصائب اور مشکلات کے اندر سے گذر کر اسقدر ترقی کی ہے جو اب ہماری قوم کو ایک مستقل آرگن کی صورت میں نظر آتی ہے۔ میں اسوقت نہیں چاہتا کہ الحکم کے فوائد کی تفسیر کرنے لگوں۔ بلکہ میرا مطلب اسوقت کچھ اور ہی ہے اور وہ یہ ہے کہ ان صدہا خطوط نے جو وقتاً فوقتاً الحکم کی قومی خدمات کے اعتراف میں آئے ہیں یا ان تقریروں نے جو میں نے بالمشافہ اپنے بزرگان قوم سے الحکم کے مفاد کے متعلق سنی ہیں مجھے اس امر پر حریص کردیا ہے کہ اگر **الحکم واقعی قوم کے لیے کوئی مفید چیز ہے؟** (اس کا فیصلہ خود قوم کریگی اور اس فیصلہ کو میں اس عملی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں جو ذیل میں پیش کروں گا) تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کے مفاد کا میدان وسیع نہ کیا جاوے؟ اور وہ کیا صورتیں ہیں جنسے اسکی تبلیغ اور اشاعت کا دائرہ وسیع ہوسکے؟

اکثر احباب نے کمی قیمت کیطرف توجہ دلائی ہے میں اعتراف کرتا ہوں کہ کمی قیمت کثرت فروخت کا ایک ذریعہ ہے مگر لازمی اصول نہیں ہے کہ ہر ارزاں چیز زیادہ فروخت ہو بلکہ ارزاں **بعلت گراں بحکمت** کا مشہور مقولہ اور مسلم اس کے خلاف ہو۔ تاہم میں اس سوال کو بھی ہمیشہ وقعت کی نظر سے دیکھتا رہا ہوں اور میں نے اس کے حل کی بھی اپنی ہمت اور استعداد کے موافق کوشش کی ہے جیسا کہ ناظرین الحکم کو معلوم ہے کہ ہر عہ سالانہ قیمت دینے والے خریدار ہیں اور عہ سالانہ پر دو پرچے کم بضاعت احباب کے نام جاری کرانے کا مجاز ہے اور صہ سالانہ دینے والا ہے پھر ایک پرچہ جاری کرانے کا حق رکھتا ہے اور اسپر عمل درآمد بھی ہوا ہے۔

مگر میں ساتھ ہی یہ بھی کہوں گا کہ کمی قیمت کا سوال ایک حد تک بیموقع اور قبل از وقت ہے۔ ۲۰ صفحہ خاص ریڈنگ میٹر کا اخبار جو بیسیوں عمدہ کاغذ پر ایسے اہتمام کے ساتھ طبع ہوتا ہو اور پھر ایک گاؤں میں جہاں ہر ایک چیز شہروں کے مقابلہ میں نسبتاً گراں ہے صہ سالانہ پر نہیں دیا جاتا علاوہ بریں **قومی اخباروں میں** یہ سوال بالکل بے معنے ہوتا ہے کیونکہ اسکی طرف توجہ کرنیوالی ایک محدود اور مخصوص جماعت ہوتی ہے اور اس کے ہی فائدہ اور نفع کے لیے وہ جاری ہوتا ہے۔ اس کا موضوع اپنی قوم ہوتا ہے اسلیے قوم کو اسکی بہتری اور بہبودی کے لیے ہر طرح مدد دینے کو آمادہ ہونا چاہیے نہ یہ کہ وہ سیاہی مصالحہ کے اخراجات کی فردیں بناکر مالک کے نفع سالانہ کے نقشہ بناتی پھرے جب قومی اخباروں کی یہ حالت ہے تو ایسے اخبار جو مذہبی اخبار اور پھر بھی محدود الاشاعت ہوتے ہیں خصوصاً ان ایام میں جب مذہب کی طرف سے توجہ اور دلچسپی ہی نہیں رہی۔

بہرحال میں الحکم کے مقاصد اور اغراض کی اشاعت وسیع پیمانہ پر چاہتا ہوں اور خدا چاہے تو اسکے فضل سے بعید نہیں کہ بہت جلد وہ اپنے اس مقصد میں کامیاب ہو۔ مگر جیسا کہ الحکم کا ماٹو ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم۔

یہ سوال قوم کے حل کرنے کا ہے قوم اگر الحکم کے مقاصد کی اشاعت وسیع پیمانہ پر چاہتی ہے تو یہ اسکا فرض ہے کہ اسکی اشاعت میں کوشش کرکے وہ ڈونیشن سے۔ مقررہ قیمت کو وقت پر ادا کرے۔ اسکی اشاعت میں ایک فرض سمجھکر سعی کرے۔ ہم ۱۹۰۲ء کے آخر تک اپنی قوم سے جسکی تعداد ایک لاکھ کے قریب ہے صرف ایک ہزار جدید خریدار چاہتے ہیں یہ ایک ہزار خریدار پانچ روپیہ سالانہ دینے والے ہوں تو پھر ہم اسی قدر خریداروں کو ہفتے پر ۱۶ صفحہ کا اخبار دینگے۔ یا ۲۰ صفحہ کا اخبار ہفتہ میں دو بار کرکے پہونچائیں گے۔

یہ ایک ہزار جدید خریدار حق رکھیں گے۔ کہ وہ سالانہ پر ایک خریدار کے نام اخبار جاری کرادیں۔ ان جدید خریداروں کے بہم پہونچانے کے لیے ہم نے اپنی جماعت کے سرگرم اور اہل اثر لوگوں میں سے سو آدمی منتخب کیے ہیں۔ اور ہم ان حقوق کی بنا پر جو الحکم کے ذریعہ پر ہوسکتے ہیں ان کو متوجہ کریں گے کہ ان میں کا ہر واحد ہمیں خصوصاً دس دس خریدار دے۔

غرض خلاصہ مطلب یہ ہے کہ الحکم کی خدمات کو وسیع پیمانہ پر جاری کرنے اور اسکو عام طور پر نافع الناس بنانے کے لیے اسکی توسیع اشاعت کی ضرورت ہے اور ہم اس خط کی اشاعت کے بعد امید کرتے ہیں کہ بہت جلد ہم توسیع اشاعت الحکم کا کالم جاری کرنے کے قابل

ہو سکیں گے۔ ہم اپنے ان سو سرپرستوں کے نام سر دست ریزرو رکھیں گے تاکہ ہمیں بالآخر یک بھی یہ اندازہ کرنے کا موقع مل سکے کہ سرپرستان الحکم میں سے کتنے بزرگ اس کی اعانت میں پیش دستی کرتے ہیں ہمکو اپنے بعض کرمفرماؤں پر یہاں تک بھی امید ہے کہ وہ اس دوسری تحریک میں اپنی جیب خاص سے بھی توسیع اشاعت کے کام میں حصہ لیں گے۔

اخبار کے متعلق ایک امر اور عرض کرنا باقی ہے کہ اس کی قیمت پیشگی دیجاوے اور ہر خریدار عہد کرے کہ وہ سال تمام میں ایک ایسا جدید خریدار پیدا کرے گا جو بجائے خود یہ عہد کرے کہ وہ سال میں ایک اور خریدار پیدا کرے گا۔

تفسیر القرآن

ہیچمیرز ایڈیٹر الحکم نے اپنی طاقت اور وسعت کے موافق الحکم کے اجرا کے بعد قوم کی خدمت کے لیے جو دوسرا کام اختیار کیا ہے وہ تفسیر القرآن کی اشاعت ہے۔ یہ سچ ہے کہ وہ خود مفسر نہیں عالم نہیں مگر وہ اس امر کو تحدیث بالنعمت کے طور پر ضرور بیان کرتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے فہم اور سمجھ دی ہے اور اسے یہ موقع نصیب ہوا ہے کہ حکیم الامۃ جیسے قرآن کے عاشق اور اسکی صداقتوں کے اظہار کے شائق انسان کے حلقہ درس میں بارہا بیٹھنے کا اتفاق ہوا ہے اور اسنے اس سے استفادہ کیا ہے اسی استفادہ کی بنا پر تفسیر القرآن کا پہلا پارہ شائع ہو چکا ہے اور جس حد تک وہ مقبول ہوا اور لوگوں نے اسطرز کی جدت اور تقسیم مضامین اور ادائے مطالب کو پسند کیا ہے وہ بہت کچھ مرتب کے لیے حوصلہ افزا ثابت ہوا ہے اور اسیطرح دوسرے پارہ کے کچھ اجزا خریداران تفسیر القرآن کے بیحد اصرار پر شائع کر دیے گئے ہم کوشش کرنی چاہتے ہیں اور خدا سے توفیق کی دعا کرتے ہیں کہ اگر اُسکا فضل شامل ہو تو اس خدمت کو مستقل طور پر سرانجام دینے کے لیے سعی کی جاوے چنانچہ دوسرے پارہ کے باقی اجزا بہت جلد اسی سال میں خدا کے فضل سے شائع کر کے شروع سال سے تفسیر القرآن کے مستقل ۲ جزو ماہوار شائع کرنے کا ہم انتظام کر رہے ہیں۔ کیونکہ خریداران تفسیر القرآن کا بہت بڑا حصہ سلام پیام اور اصرار کر رہا ہے کہ ہم اسکو مستقل شائع کریں تفسیر القرآن کے موجودہ چار سو خریداروں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ہم اس کام کو شروع جنوری سے باقاعدہ کر دینے کا انشاء اللہ تعالیٰ ارادہ کرتے ہیں اس طرح پر امید کی جاتی ہے کہ خدا تعالیٰ توفیق دے اور موافق اسباب میسر آئیں تو سال میں تین پارہ تک شائع ہو جاویں گے تفسیر القرآن کے خریداروں کو ۳ روپے سالانہ مع محصول دینا ہوگا۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص خریداران تفسیر القرآن کا اس تجویز ہمارے ساتھ ساتھ متفق نہ ہو۔ تو وہ ایک اطلاعی کارڈ دفتر الحکم میں بھیجدے تاکہ اسکا نام خارج کیا جاوے اور ہم ان دوسرے خریداران تفسیر القرآن کی رضامندی پر ان سے سالانہ قیمت بطور پیشگی وصول کریں گے۔ ثانیاً یہ امر بیان کر دینا ضروری ہے کہ تفسیر القرآن کی ترتیب میں اول حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر جہاں تک مل سکتی ہے مقدم کی جاتی ہے اور پھر حضرت حکیم الامۃ کے درس قرآن مجید سے لیے ہوئے نوٹس اور مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبات اور تقریروں سے اقتباس کر کے خاص طرز پر ایڈیٹر الحکم مرتب کرتا ہے اور پھر حضرت حکیم الامۃ کو بغرض اصلاح مسودہ جاتا ہے آپکی اصلاح کے بعد دوسرے پارہ سے یہ التزام کیا ہے کہ حضرت مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کو وہ مسودہ بغرض نظر ثانی دیا جاتا ہے آپ کی نظر ثانی کے بعد کاتب کو لکھنے کو دیا جاتا ہے۔

خریداران الحکم میں سے جو احباب ابتک تفسیر القرآن کے خریدار نہیں ہوئے یا جنکو بوجہ الحکم کے جدید خریدار ہونے کے علم نہیں ہے وہ بھی اس موقع کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔

اب ہم اتنا اور لکھکر اس خط کو ختم کرتے ہیں اور عملی جواب کے منتظر رہتے ہیں کہ حسب معمول و دستور سابق ۱۰ دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء کا پرچہ **خریداران الحکم کے نام سنہ ۱۹۰۳ء کی پیشگی قیمتوں کے لیے وی پی کیا جاوے گا**

قوم کے عملی جواب کا خواستگار ایڈیٹر الحکم و مرتب تفسیر القرآن

نوٹ۔ جو لوگ ۱۰ دسمبر کا اخبار وی پی لینے کو طیار نہوں وہ ۳۰ نومبر تک اطلاع دیں۔ منیجر

(انوار احمدیہ پریس قادیان)

کی ہے اور یہ تسلیم کیا ہے کہ مامور اور اہل کشف محدثین کی تنقید کے پابند نہیں ہوتے ہیں تو جب یہ حالت ہے پھر میں صاف صاف کہتا ہوں کہ میں جو کچھ کرتا ہوں خدا تعالیٰ کے القا اور اشارہ سے کرتا ہوں یہ پیشگوئی جو اس حدیث **تجمع لہ الصلوٰۃ** میں کی گئی ہے یہ مسیح موعود اور مہدی کی ایک علامت ہے یعنی وہ ایسی دینی خدمات اور کاموں میں مصروف ہوگا کہ اس کے لیے نماز جمع کی جاویگی اب یہ علامت جبکہ پوری ہو گئی اور ایسے وقت پیش آ گئے پھر اسکو بڑی عظمت کی نگاہ سے دیکھنا چاہیے نہ کہ استہزا اور انکار کے رنگ میں۔ دیکھو! انسان کے اپنے اختیار میں اس کی موت فوت نہیں ہے۔ اب اس نشان کے پورا ہونے پر تو یہ لوگ رکیک اور نامعقول عذر تراشتے ہیں اور اعتراض کے رنگ میں پیش کرنے اور حدیث کی صحت اور عدم صحت کے سوال کو لے بیٹھتے ہیں لیکن میں سچ کہتا ہوں کہ اگر خدانخواستہ اگر اس نشان کے پورا ہونے سے پہلے ہماری موت آجاتی تو یہی لوگ اسی حدیث کو جسے اب موضوع ٹھیراتے ہیں آسمان پر چڑھا دیتے اور اس سے زیادہ شور مچاتے جو اب مچا رہے ہیں۔ دشمن بھی ہتھیار کو اپنے لیے تیز کر لیتا لیکن اب جبکہ وہ صداقت کا ایک نشان اور گواہ ٹھیرا ہے تو اسکو نکما اور لاشئے قرار دیا جاتا ہے۔ بس ایسے لوگوں کے لیے ہم کیا کہہ سکتے ہیں انہوں نے تو صدہا نشان دیکھے مگر انکار پر انکار کیا۔ اور صادق کو کاذب ہی ٹھیرایا۔ اور کس نشان کو انھوں نے مانا جو اسکی امید اسنے رکھیں۔ کیا کسوف خسوف کا کوئی چھوٹا نشان تھا؟ اسکے پورا ہونے سے پہلے تو اسکو نشان قرار دیتے رہے مگر جب پورا ہو گیا تو اسکو بھی مشکوک کرنیکی کوشش کی بہرحال مخالفوں کی کور چشمی اور تعصب کا کیا علاج ہو سکتا ہے؟ اب رہی اپنی جماعت خدا کا شکر ہے کہ اسکے لیے یہ کوئی ابتلا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس نے دمشق کے منارہ پر چڑھنے والے اور فرشتوں کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے زرد پوش مسیح کے اترنے کی حقیقت کو خدا کے فضل سے سمجھ لیا، اور جس نے خدا کی صفات والے دجال کا انکار کر کے دجال کی حقیقت حال پر اطلاع پالی ہے اور ایسا ہی دابۃ الارض اور دجال کے متعلق ان لوگوں کے خانہ ساز مجموعوں کو چھوڑا ہے اور اسقدر باتوں پر جب وہ مجھ پر نیک ظن کرنے کی باعث الگ ہو گئے ہیں تو یہ امر انکی راہ میں روک اور ابتلا کا باعث کیونکر ہو سکتا ہے۔؟ یہ بھی یاد رکھو کہ اب بات صرف حسن ظن تک نہیں رہی بلکہ خدا تعالیٰ نے انکو معرفت اور بصیرت کے مقام تک پہونچا دیا ہے اور وہ دیکھ چکے ہیں کہ **میں وہی ہوں جس کا خدا نے وعدہ کیا تھا ہاں میں وہی ہوں جس کا سارے نبیوں کی زبان پر وعدہ ہوا** اور پھر خدا تعالیٰ نے انکی معرفت بڑھانے کے لیے منہاج نبوۃ پر اسقدر نشانات ظاہر کیے کہ لاکھوں انسان ان کے گواہ ہیں دوست دشمن دور و نزدیک ہر مذہب و ملت کے لوگ گواہ ہیں زمین نے اپنے نشانات الگ ظاہر کیے آسمان نے الگ وہ علامات جو میرے لیے مقرر تھیں وہ سب پوری ہو گئیں۔ پھر اس قدر نشانات کے بعد بھی اگر کوئی انکار کرتا ہے تو وہ ہلاک ہوتا ہے میں دعوی سے کہتا ہوں کہ تم میں سے ہر ایک پر خدا نے ایسا فضل کیا ہے کہ ایک بھی تم میں سے ایسا نہیں جسنے اپنی آنکھوں سے کوئی نہ کوئی نشان نہ دیکھا ہو؟ کیا کوئی ہے جو کہہ سکے کہ مینے کوئی نشان نہیں دیکھا؟ ایک بھی نہیں۔ پھر ایسی بصیرت اور معرفت بخشنے والے نشانوں کے بعد مجھ پر حسن ظن ہی نہیں رہا بلکہ میری سچائی اور خدا کی طرف سے مامور ہو کر آنے پر تم علی وجہ البصیرۃ گواہ ہو اور تم پر حجت پوری ہو چکی ہے۔

پھر وہ بڑا ہی بدقسمت اور نادان ہوگا جو اتنے نشانوں کے بعد اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر ابتلا میں پڑے جو اسکے ازدیاد ایمان کا موجب اور باعث ہونی چاہیے جو کہ ہمارے نبی کریم صلعم نے فرمایا تھا کہ آنیوالے موعود کا یہ بھی ایک نشان ہے کہ اسکے لیے نماز جمع کی جاویگی ہمیں خدا کا شکر گذار ہونا چاہیے کہ یہ نشان بھی پورا ہوتا ہوا تم نے دیکھ لیا۔ لیکن اگر کوئی یہ کہے کہ یہ حدیث موضوع ہے تو مینے پہلے اسکی بابت ایک جواب تو یہ دیا ہے کہ محدثین نے خود تسلیم کیا ہے کہ اہل کشف اور مامور تنقید احادیث میں ان کے اصولوں کے محتاج اور پابند نہیں ہوتے تو پھر جبکہ خدا تعالیٰ نے مجھ پر اس حدیث کی صحت کو ظاہر کر دیا ہے تو اسپر زور دینا تقوی کے خلاف ہے۔ پھر میں یہ بھی کہتا ہوں کہ محدثین بھی مانتے ہیں کہ حدیث میں سونے کے کنگن پہننے کی سخت ممانعت ہے۔ مگر وہ کیا بات تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کو سونے کے کنگن پہنا دیے چنانچہ اس صحابی نے بھی انکار کیا مگر وہ حضرت عمر رضنے اسکو پہنا کر ہی چھوڑے۔ کیا وہ اس حرمت سے آگاہ نہ تھے؟ تھے اور ضرور تھے مگر انھوں نے آنحضرت صلعم کی پیشگوئی کے پورا ہونے پر ہزاروں حدیثوں کو قربان کرنیکو طیار تھے۔ اب غور کا مقام ہے کہ جب ایک پیشگوئی کے پورا ہونے نے حرمت کا جواز کرا دیا تو بلا مطر و بلا عذر والی بات پر انکار کیوں ہو؟

احادیث میں تو یہانتک آیا ہے کہ اپنی خواب کو بھی سچا کرنیکی کوشش کرو چہ جائیکہ نبی کریم صلعم کی پیشگوئی جس شخص کو ایسا موقع ملے اور وہ عمل نہ کرے اور اسکو پورا کرنے کے لیے طیار نہ ہو وہ دشمن اسلام ہے اور رسول اللہ صلعم کو معاذ اللہ جھوٹا ٹھیرانا چاہتا ہے۔ اور آپ کے معاذ اللہ مخالف اعتراض کا موقع دینا چاہتا ہے۔

صحابہؓ کا مذہب یہ تھا کہ وہ آنحضرت صلعم کی پیشگوئیوں کے پورا ہونے پر اپنی معرفت اور ایمان میں ترقی دیکھتے تھے اور وہ اسقدر عاشق تھے کہ اگر آنحضرت سفر کو جاتے اور پیشگوئی کے طور پر کہدیتے کہ فلاں منزل پر نماز جمع کرینگے اور آنحضرت کو موقع ملجاتا تو وہ خواہ کچھ ہی ہوتا ضرور جمع کر لیتے۔ اور خود آنحضرتؐ ہی کیطرف دیکھو کہ آپ پیشگوئیوں کے پورا ہونیکے کسقدر مشتاق تھے ہمکو کوئی بتائے کہ آپ حدیبیہ کیواسطے کیوں گئے کیا کوئی وقت انکو بتایا گیا تھا اور کسی میعاد سے اطلاع دیگئی تھی پھر کیا بات تھی؟ یہی وجہ تھی کہ آپ چاہتے تھے کہ وہ خدا تعالیٰ کی پیشگوئی پوری ہو جائے۔ یہ ایک باریک سِر اور دقیق معرفۃ کا نکتہ ہے جسکو ہر ایک شخص نہیں سمجھ سکتا کہ انبیا اور اہل اللہ کیوں پیشگوئیوں کے پورا کرنے اور ہونیکے لیے غیر معمولی محبت اور تحریک اپنے دلوں میں رکھتے ہیں۔

جسقدر انبیا علیہم السلام گذرے ہیں یا اہل اللہ ہوئے ہیں انکو فطرۃ رغبت دیجاتی ہے،

کی ہستی اور نبوت پر ایمان پیدا ہوتا ہے اور جب تک سچا ایمان نہو جو کچھ کرتا ہے وہ صرف رسوم اور ظاہر داری کے طور پر کرتا ہے +

باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ

۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر ۱۶ نومبر ۱۹۰۲ء سے سیر ملتوی رہی اور آج بھی آپ باہر تشریف نہیں لے گئے ظہر کی نماز میں اعجاز احمدی کے متعلق کچھ ذکر ہوتا رہا۔

دربار شام اعجاز احمدی کا تذکرہ مختلف صورتوں میں ہوتا رہا

علاج طاعون سید عبداللہ عرب نے اپنے اطراف میں درد کی شکایت کر کے خطرہ طاعون سے محفوظ رہنے کیواسطے آنحضرت کا کرتہ طلب فرمایا آپ نے فرمایا کرتہ تو ہم دیدینگے مگر اصل بات یہ ہے کہ جب تک اللہ تعالے کے فضل و رحمت کا کرتہ نہو کچھ کام نہیں آتا اگرچہ اللہ تعالے نے بارہا وعدہ فرمایا ہے کہ مجھے اور میری جماعت کو اس ذلت کی موت سے حفاظت فرمائے گا مگر اس حفاظت کے نیچے آنے کے لئے تقوے کی ضرورت ہے بدون تقوے حقیقی کے کوئی شکی مسلمان یا بیعت کنندہ کا ذمہ وار نہیں ہوسکتا۔ خدا تعالے حقیقت کو دیکھتا ہے نہ ظاہرداری کو۔

ایک یہودی کا تذکرہ کہتے ہیں ایک مسلمان نے ایک یہودی کو دعوت اسلام کی اس نے جواب دیا کہ تم برائے نام مسلمان ہو صورت پر ناز نکرو کام آنے والی حقیقت چاہیئے اور اس یہودی نے بیان کیا کہ میرے ایک بچہ پیدا ہوا جسکا نام خالد رکھا تھا مگر شام تک اسے قبر میں دفن کر آیا اب خالد کا لفظ اسکے کچھ کام نہ آیا اسیطرح انسان کو حقیقت اور روحانیت کو اپنا مقصد بنانا چاہیئے ظاہرداری سے کچھ نہیں بنتا۔

طاعون اور اپنی جماعت فرمایا میرا دل ہرگز اس امر کو قبول نہیں کرسکتا کہ جو شخص ہماری جماعت میں سچی تقوے اور طہارت رکھتا ہو وہ کبھی بھی اس ذلت کی موت سے ہلاک نہ ہوگا۔ فرق کرنے کی ضرورت ہے یعنی تم میں اور تمہارے غیروں میں ایک فرق ہو تاکہ خدا تعالیٰ بھی فرق کرے یہ سچ ہے کہ طاعون مختلف اوقات میں آتی رہی ہے مگر اس وقت خدا کا مامور تم میں ہے جو تم میں بول رہا ہے اکثر زمانوں میں ایسا آدمی نہ تھا اس لئے اب امتیاز کی حاجت ہے جو شخص اللہ تعالے کے منشاء کے موافق سچا تقوے اختیار کریگا وہ ضرور اس سے فائدہ اٹھائے گا ہمیں خدا نے سمجھا دیا ہے کہ جو دل تقوے اختیار کرتے ہیں اور اپنے اندر تبدیلی پیدا کر کے اپنے اور غیروں میں فرق کرتے ہیں وہ بچائے جائینگے اور ہم یقیناً جانتے ہیں کہ اگر کوئی آدمی بظاہر ہماری جماعت میں شریک ہوا اور طاعون سے مرے تو وہ کسی نہ کسی نوع کی غفلت اپنے اندر رکھتا ہوگا میں خدا تعالیٰ کو ہرگز ہرگز اپنے وعدوں کا خلاف کرنے والا نہیں مان سکتا وہ بیشک سچا ہے پس راتوں کو اٹھکر دعائیں کرو اور خدا کے فضل اور رحمت کی دیوار اپنے گرد بنالو۔

اگر کوئی اس موت سے ہلاک ہو تو یہ اسکے لئے ذلت کی موت ہوگی ہمپر اس سے کوئی اعتراض نہیں آتا گو لوگ اعتراض کرینگے مگر تم کو چاہیئے کہ تم خود ذلت سے بچنے کے لئے سچی تبدیلی کرو جو اپنے اندر شرارت نہیں رکھتا اور درد دل رکھتا ہے خدا اسکو ضرور بچا لیگا ضرورت ہے کہ توبہ کرو۔

پرانا الہام ایک بار مجھے اردو زبان میں الہام ہوا تھا وہ

"آگ سے ہمیں مت ڈرا آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی غلام"

اصل بات یہی ہے کہ جو خدا کا ہو جائے گا خدا بھی اس کا ہو جائے گا اور اسے بچائے گا اور ضرر اٹھانے والا اپنے نفس سے ضرر اٹھائیگا اگر تم اپنی صفائی نہیں کرتے تو کوئی طبیب اور دوا تمہارے علاج کے لئے مفید نہیں ہوسکتی صرف خدا کا فضل ہی ذمہ وار ہوسکتا ہے

موتوا قبل ان تموتوا فرمایا دل کا پاک کرنا ایک موت کو چاہتا ہے جب تک انسان اپنی پہلی زندگی پر ایک موت وارد نہ کرے اور یہ محسوس نکرے کہ میں اب وہ نہیں رہا جو پہلے تھا اسوقت تک سمجھ لو کہ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی جب اسے یہ معلوم ہو کہ میری وہ زندگی اور طول امل نہیں رہا تو بہ قدم تقوے پر ہوگا یاد رکھو نفس انسان کو بڑے دھوکے دیتا ہے۔ بیگانہ مال کی طمع کرتا حسد کرتا اور دوسروں کے مال کے زوال اور نقصان کا آرزومند ہوتا ہے اس وقت نفس آخری حالت میں ہوتا اور نکلنے کے قریب ہوتا ہے اور ان سے رہائی خدا کے خوف سے ہوتی ہے جو گویا انسانکو خصی کر دیتا ہے۔

رویا بعد نماز عشا آپ نے فرمایا کہ میں نے رویا میں دیکھا ہے کہ ایک آدمی سر سے ننگا میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے میرے پاس آیا ہے اس سے مجھے سخت بدبو آتی ہے اس نے میرے پاس آکر کہا کہ میرے کان کے پیچھے طاعون کی گلٹی نکلی ہوئی ہے میں اسے کہتا ہوں پیچھے ہٹ جا پیچھے ہٹ جا۔ اس کے بعد میں بیدار ہو گیا۔ کوئی تفہیم اس کے متعلق نہیں ہوئی۔

---

۱۷ نومبر ۱۹۰۲ء

صبح کی سیر اعجاز احمدی کے متعلق تذکرہ ہوتا رہا اور فرمایا کہ صرف یہی حیلہ کرینگے کہ اگر ہم چاہتے تو جواب لکھ سکتے ہیں فرمایا ان کی مثال تو اس شخص کی سی ہے جس نے مشتہر کیا کہ میری بکری شیر کو مارتی ہے اور جب لوگوں نے اسے دیکھنا چاہا تو کہدیا کہ جب اسکا ارادہ ہو اس وقت مارتی ہے اس وقت اس کا ارادہ نہیں۔ بس اس قسم کے حیلے حوالے کرینگے۔

فرمایا ابھی کیا معلوم ہے کہ ہماری جماعت کے کس قدر لوگ ہیں جوں جوں وقت آتا جائیگا ادھر آتے جائینگے اس وقت تو ایک مست شرابی کی طرح ہیں جو اپنی بیہوشی میں سب کچھ کہتا ہے۔ اور ہوش آنے پر سنبھلتا ہے یہ بھی ابھی تعصب اور حسد کی شراب سے بیہوش ہیں۔

مولوی محمد حسین کا رجوع مولوی محمد حسین کے رجوع کے متعلق ذکر پر کہا گیا کہ جو کچھ ہماری تصانیف میں اس کے متعلق لکھا گیا ہے وہ یادگار رہے گی آنحضرت نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اسکے گناہوں کا کفارہ ہو جاویگا خدا کی شان ہے کہ جو ذلت وہ ہمارے لئے چاہتا تھا سب اسپر الٹ پڑی۔

خدا کی لہر فرمایا خدا کی لہریں ہیں وہ جسپر چاہے اپنا فضل کردے۔ یہ انسان کی غلطی ہے جو ادھر ادھر بھٹکتا اور ہاتھ پاؤں مارتا ہے انسان جسقدر لذات کا طالب ہے خدا تعالے اس کو حلال ذریعہ سے عطا کر سکتا ہے اللہ تعالے کے خلق اسباب میں جو جود اپنے بندوں کے لئے کرتا ہے عجب مزا آتا ہے (کلارک کے مقدمہ کی طرف اشارہ کر کے) فرمایا اس مقدمہ ہی کو دیکھو کسطرح انہیں پھوٹ ڈالدی۔

اگر انسان خدا کو راضی کرتا ہے تو یہ سچی بات ہے کہ حاکم کے دل کو بھی وہ اُس کی طرف پھیر دیتا ہے سب کچھ اسکے قبضۂ قدرت مین ہے جسطرف چاہے پھیر دے اس ایمان مین وجودی مذہب کا مزا آجاتا ہے مگر اُنکا قدم پھسلا ہوا ہے اگر یہان تک قدم نہ پڑا ہو تو توحید کا بھی مزا نہین آتا +

گناہ کیون ہوتا ہے

فرمایا لوگ شبہات مین مبتلا ہین جو گناہ کرتے ہین اگر غفلت کا حصہ نہ ہو تو عذاب کیون آوے؟ اس وقت ٹیکا طاعون کو ایسی طرح سمجھے بیٹھے ہین جیسے نوح کا بیٹا کہتا تہا کہ پہاڑ پر چڑھ جاؤنگا مگر جو چیز بچا سکتی ہے وہ خدا پر یقین ہے کیونکہ اس یقین کے بغیر اعمال مین وہ برکت نہین پیدا ہوتی جو عذاب سے بچا لیتی ہے مین سچ کہتا ہون کہ اگر آج لوگ توحید پر قائم ہو جائین تو آج یہ بلا دور ہو جاوے خدا انسان کے اعمال کو دیکھتا ہے آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ خدا کی توحید اور توکل کے خلاف ہے زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہین مگر اسپر عمل نہین اس زمانہ مین اسباب پرستی اس قدر ہے کہ پہلے زمانہ مین اس کی نظیر نہین ملتی اب ایک وقت آئیگا کہ یا مسیح الخلق عدوانا کہین گے مگر اس وقت وہ ناس ہی ہونگے کیونکہ فرمایا ہے۔ رایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا ایسے لوگون کو چندان فائدہ نہوگا +

طلوع الشمس من المغرب

مغرب سے آفتاب کے طلوع ہونے کی حقیقت بھی یہی ہے کہ اس وقت توبہ قبول نہوگی کیونکہ انکی توبہ کوئی حقیقت اپنے اندر نہ رکھے گی جیسے آفتاب پر ایمان لانا کوئی ثواب کا موجب نہین ہے اسیطرح جب سچائی کہل گئی پھر کیا۔ غرض اس وقت خدا کا فضل ہی کام آئے گا اور وہ لوگ الا ما شاء ربک کے نیچے ہونگے مگر مومنون کے لئے تو صاف طور پر عطاءً غیر مجذوذ کا وعدہ ہے +

طاعون مامور ہے

فرمایا طاعون مامور ہے جیسے ایک سپاہی فرض منصبی پورا کرنے کے لئے دارنٹ کی تعمیل اپنے بہائی پر بھی کرتا ہے اسمین اس کا کوئی قصور نہین اسی طرح طاعون کا کیا قصور ہے یہ تو خدا کی رحمت ہے کہ یہ لوگون کو بیدار کریگی اور غافلون کے لئے تازیانہ کا کام دیگی

اب تو لوگ سالک نہ رہے بلکہ مجذوب ہو گئے خدا نے خود ان کی دستگیری کی +

ہماری نصائح کا سلسلہ جو برابر جاری ہے اب طاعون کے ساتھ وہ بھی موثر ہوگا اور دوسرون کو تازیانہ پڑے۔ دیکھکر اصلاح کر لینگے کبھی انسان دوسرے کو مار پڑتے دیکھکر بھی درست ہو جاتا ہے زنا کی سزا اسلئے خدا نے رکھی ہے تا دوسرے کو عبرت ہو غرض ہمارے لئے تو یہ اولیاء اصفیاء بننے کا وقت آیا ہے جنہون نے ہمارے منشاء کو ابھی تک نہین سمجھا وہ اب سمجھ لینگے

خواب

فرمایا رات کو خواب مین دیکھا کہ خفیف سا ترشح ہو رہا ہے مگر بڑے آرام اور سکون سے۔

فرمایا ایمان تب قائم رہتا ہے کہ انسان کے اندر گرمی ہو جیسے کالی مرچ کو کافور کے ساتھ ضرور رکھتے ہین کہ کافور اڑ نجائے

دربار شام

حضرت حجۃ اللہ بوجہ ناسازی طبیعت نہین آسکے +

۱۸ نومبر ۱۹۰۲ء

بہشتی مقبرہ

صبح کی نماز کے بعد آپنے حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ نماز سے کوئی ۲۰ یا ۲۵ منٹ پیشتر مین نے دیکھا کہ ایک زمین اس مطلب کے لئے خریدی گئی ہے کہ جماعت کی میتین وہان دفن کی جاوین تو کہا گیا کہ اسکا نام بہشتی مقبرہ ہے جسکا مطلب یہ ہے کہ جو اسمین دفن ہوگا وہ بہشتی ہوگا پھر معلوم ہوئی کہ کشمیر مین کچھ پرانی انجیلین نکلی ہین مین ارادہ کر رہا ہون کہ کچھ آدمی وہان جا کر ان انجیلون کو لائین تو ایک کتاب اسپر لکھی جاوے اس تجویز پر مولوی مبارک علی صاحب اٹھکر طیار ہوئے ہین اور کہا کہ مین جاتا ہون مگر اس مقبرہ بہشتی مین میرے لئے جگہ رکھی جاوے مین نے کہا کہ خلیفہ نوردین صاحب کو بھی ساتھ بھیجدو +

یہ خواب آپنے بیان فرمایا اور فرمایا کہ اس سے پہلے بھی مین نے ارادہ کیا تہا کہ ہماری جماعت کے لئے الگ قبرستان ہو خدا نے بھی اس کی تائید کر دی اور انجیل کے معنے بشارت کے ہین اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ وہان سے کوئی بڑا تائیدی امر بطور شہادت پیدا ہو اور جو شخص اس کام کو کریگا وہ قطعی بہشتی ہوگا +

سیر

آج سیر کو تشریف نہین لائے

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب نئے آئے ہوئے احباب نے شرف نیاز حاصل کیا مفتی محمد صادق صاحب نے پگٹ کی تصویر کا ذکر کیا کہ آئی ہے آپنے اسے دیکھنا چاہا +

عام ہمدردی اور ہمت کا تازہ نمونہ

مولوی عبداللہ صاحب کشمیری کی علالت طبع کا ذکر آگیا کہ انکو اضطراب بہت ہے فرمایا کیوڑہ اور گاؤزبان بہت مفید ہے اور فرمایا کہ کیوڑہ تو میرے پاس بہت اعلیٰ درجہ کا ہے جو سید رضوی صاحب نے حیدرآباد دکن سے بھیجا ہے مگر گاؤزبان نہین کیوڑہ مین لائے دیتا ہون چنانچہ حضور اندر تشریف لے گئے اور تہوڑی دیر کے بعد کیوڑے کی ایک بوتل لے آئے یہ ہمدردی یہ ہمت جسمین سستی اور غفلت نام کو نہین کسی عام انسان کا خاصہ نہین ہوسکتی اس واقعہ کو ہم نے محض اسی غرض سے لکھا ہے غرض مسٹر پگٹ کی تصویر حضور نے ملاحظہ کی اور پھر آج صبح کے خواب پر باہم باتین ہوتی رہین فرمایا آج تک کشمیر کے متعلق خدا کی طرف سے کوئی خبر نہین ملی مگر آج خدا نے خود ظاہر کر دیا + فرمایا تخم ریزی شروع ہو گئی ہے امید ہے اور بھی کچھ معلوم ہو اور۔

عادۃ اللہ اسیطرح پر ہے یہ خواب بڑی مبشر اور سچی ہے خواب مین مجھے بڑا عظیم الشان کام معلوم ہوتا تہا اور حقیقت مین عظیم الشان ہے یہ عقدہ اللہ تعالےٰ حل کر دے تو برسون کا کام ایک ساعت مین ہو جاتا ہے اس سے عیسائیون اور مولویون کے گہر مین ماتم برپا ہو جائے گا +

فرمایا اس سے رجوع اسلام کی طرف کثرت سے ہوگا جیسے تسبیح کا ایک دانہ ٹوٹ جاتا ہے پھر باقی نہین ٹہر سکتے اسی طرح انگریز ایک آزاد قوم ہے انکو توجہ ہوئی تو پادری خواہ پیٹتے ہی رہین سب کے سب دہر متوجہ ہو جائینگے

۱۹ / نومبر سنہ ۱۹۰۲ء

بحرمت مسیح موعود ایک شخص نے عرض کیا کہ بحرمت مسیح موعود کہکر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا انبیاء کا توسل جائز ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت کے چچا کے ذریعہ بارش کی دعا کی گئی تھی۔

انہ اوی القریہ فرمایا آجکل جو قادیان میں بعض اموات ہو رہی ہیں میں انکو دیکھکر انہ اوی القریہ کی متعلق غور کرتا تھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ جہاں جہاں قرآن میں اوی کا لفظ آیا ہے اس سے پہلے کوئی نکوئی مصیبت اور تکلیف کا وقوع ہوا ہے جسکے بعد اوی آیا ہے جیسے مسیح کے لئے آیا۔ **واوینھما الی ربوۃ ذات قرار و معین** ان کو بھی صلیب کے مشکلات اور تکالیف پیش آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی یتیمی کے تکالیف سے بچانے کے لیے اوی کا لفظ استعمال فرمایا گیا اصحاب کہف پر بھی جب مصائب پڑے تو انکو بھی اوی کہکر بچایا ہے غرض قرآن شریف میں خوب غور کر کے دیکھ لو کہ اوی کا لفظ وہیں آتا ہے جہاں پہلے کچھ خوف ہو اس الہام اللہ اوی القریہ سے بھی یہی پایا جاتا ہے کہ پہلے کچھ خوفناک صورتیں پیش آئیں چنانچہ وہ خواب جو بیان کی گئی تھی کہ ہمارے گھر کے گرداگرد دیوار کھنچی ہے اور ابھی سارے گاؤں کے گرد نہیں کھنچی اس سے بھی ایسا ہی پایا جاتا ہے ابھی اوی کا وقت نہیں آیا پہلے بعض خوفناک صورتیں ہونی چاہئیں۔

اوائل عمر کے بچوں کی بیعت فرمایا اوائل عمر کے بچوں کی بیعت کے لئے میرا منشاء نہیں ہوتا یہ متلون مزاج ہوتے ہیں اور ذرا سے اغوا کے نیچے آجاتے ہیں جب تک پختہ عمر نہ ہولے کچھ نہیں کہہ سکتے اصل یہ ہے کہ جسکے قریب موت کا خیال نہیں وہ بیدار نہیں ہوتا پختہ عمر اپنے آپکو موت کے قریب پاتا ہے مگر نوجوان اور اوائل عمر کے لڑکے موت کی پرواہ نہیں کرتے۔

ختم نبوت کا راز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا راز ہمارے مخالفون نے ہرگز نہیں سمجھا جسطرح پر وہ ختم نبوۃ مانتے ہیں اسطرح پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معاذ اللہ ابتر قرار دیتے ہیں قرآن شریف میں آیا ہے **ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین** آپ ابوت جسمانی کی تو اللہ تعالے نے اسمیں نفی کی ہے اگر روحانی ابوت کا سلسلہ بھی جاری نہ ہوا تو پھر کیا آپکو ابتر مانیں گے؟ ایسا ماننا تو کفر ہے اصل بات یہ ہے کہ آپ کی ابوت روحانی کا سلسلہ جاری ہے جیسا کہ لفظ لاکن ظاہر کرتا ہے مطلب یہ ہے کہ آیندہ جو نبوۃ یا رسالت ہوگی وہ آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر سے ہوگی کوئی شخص الہام اور وحی اور روحانی فیوض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا جب تک وہ آنحضرۃ کی سچی اتباع سے استفادہ نہ کرے آئندہ نبوۃ کا فیض آپ ہی کے ذریعہ اور مہر سے ملے گا۔

ہماری مثال تو ایسی ہے کہ جیسے کوئی آئینہ میں اپنی شکل دیکھے تو کیا اس شکل میں جو آئینہ میں نظر آتی ہے اصل کے خواص اور صفات نہ ہونگے اسیطرح پر یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا عکس اور پرتو ہے آپ سے خارج کوئی چیز نہیں۔ وحی کے معنے قرآن شریف میں مکالمات اور مخاطبات الہیہ کے آئے ہیں جس دین میں برکات سماویہ اور مکالمات الہیہ کا سلسلہ منقطع ہو جاوے اس دین کو زندہ کہنا غلطی ہے وہ دین مردود ہوگا پس اسلام کو یہ لوگ مردہ دین قرار دینا چاہتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ نبی معاذ اللہ ہم یہ نہیں مانتے ہمارے نزدیک ایسا عقیدہ رکھنا کفر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ نبی ہیں اور اسلام زندہ مذہب کیونکہ آپکے برکات اور فیوض کا سلسلہ ہمیشہ کے لئے جاری ہے اور آپکی نبوۃ مستقل نبوۃ ہے جسکے مہر سے سلسلہ نبوۃ چلتا ہے اور اسی کو ظل نبوت کہتے ہیں۔ ہم اس نبوۃ کو کفر جانتے ہیں جو آنحضرت کے توسط کے بغیر دعوی کیجاوے لیکن جو سلسلہ توسط کا انکار کرتا ہے کہ ایسا سلسلہ بھی منقطع ہو چکا ہے وہ بھی کافر ہے کیونکہ معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ابتر اور اسلام کو مردہ مذہب ٹھہراتا ہے اور جب اسلام ایسا مذہب ٹھیرایا گیا تو پھر اس سے نجات کی کیا امید ہوگی۔

یہ اسرار سمجھنے کے لئے ایک معرفت کی ضرورت ہے اور جب تک اس عالم میں معرفت کی تکمیل نکرے اس عالم میں معرفت کی کوئی امید نہیں ہو سکتی اور تکمیل معرفت ہو نہیں سکتی جب تک آنحضرت صلعم سے استفادہ نکرے یا ایسے لوگوں کی صحبت سے فائدہ اٹھاوے جو آپکے استفادہ سے مستفید ہو کر وہی برکات لیکر آتے ہیں اس لئے اللہ تعالے نے فرمایا ہے کونوا مع الصادقین اور پھر آنحضرت صلعم سے استفادہ کرنے کے لئے فرمایا **قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ** اور اس جہان کی عدم معرفت سے دوسرے عالم میں بھی معرفت سے بے نصیب ہونے کے لئے فرمایا **من کان فی ھذہ اعمی فھو فی الاخرۃ اعمے**

دیکھو اللہ تعالے نے جو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی دعا تعلیم کی ہے اور ہر رکعت نماز میں پڑھی جاتی ہے اگر یہ نعمت کسی کو ملنے والی ہی نہ تھی تو اس دعا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی سچی بات یہی ہے کہ میری یہ باتیں سمجھ میں نہیں آسکتیں جب تک آنکھ نہ کھلے اور وہ صحبت سے میسر آتی ہے آنکھ کھلنے سے بصیرت اور یقین تام حاصل ہوتا ہے اور اسی جہان میں بہشتی زندگی شروع ہو جاتی ہے اور دوسرے عالم میں وہ بصیرت بینائی کا باعث بنتی ہے اور نابینائی کی تکلیف اور مصیبت سے نجات دیتی ہے۔

بڑے ہی تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ جب یہ لوگ مانتے ہیں کہ یہ امت خیر الامم ہے تو کیا ایسی ہی امت خیر الامم ہوا کرتی ہے جس میں کسیکو مخاطبات اور مکالمات الہیہ کا شرف حاصل نہ ہو حضرت موسیٰ کی اتباع سے ان کی امت میں ہزاروں نبی ہوئے لیکن اس امت میں ایک بھی ان کا فیض نہ ہوا تو پھر یہ امت کیونکر خیر الامم ٹھہری؟

نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوۃ کے یہ معنے بھی ہیں کہ جمیع کمالات نبوت و رسالت آپ پر ختم ہو گئے اور ایک

جیسے بادشاہ کی مہر کے بغیر کوئی فرمان مکمل نہیں ہو سکتا اسیطرح آنحضرت صلعم کی مہر کے بغیر کوئی نبوۃ سے استفادہ نہیں کر سکتا قرآن شریف میں جو فرمایا ہے ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ محبت کے کیا معنے ہیں کیا یہی کہ وہ کور رہیں یہ کیسی محبت ہے؟

گناہ کیوں ہوتے ہیں

کہتے ہیں کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور کتاب اللہ پر ایمان لاتے ہیں باین ہمہ معاصی میں مبتلا ہیں اصل بات یہ ہے کہ حقیقی ایمان نہیں ہے اگر ایمان ہو تو پھر گناہ سرزد نہ ہوں اسی بصیرت کو بخشنے کے لیے خدا نے اس سلسلہ کو قائم کیا ہے تاکہ ثابت کرے کہ وہ نبی زندہ ہے اور اس کا افاضہ جاری ہے اگر نہیں تو پھر اسلام عیسوی دین کی طرح مردہ ہے پس خدا نے ارادہ فرمایا ہے کہ نصاریٰ کے تصور کے مقابلے میں آیات و برکات کو ظاہر کرے اور وہ ظاہر نہیں ہو سکتی ہیں جب تک کسی کو وہ مقام نہ دیا جاوے کہ اپنے یا بیگانہ ہر ایک کو طیار کرے اور اس کو وہ نشانات عطا فرماوے ہم جاہلوں کے خیالات کی پروا نہیں رکھتے یہ ہمارا کام نہیں ہے خدا کا کام ہے اور وہ خوب جانتا ہے کہ کون شوریدہ اور سرکش ہے وہ خود درست کرے گا ہم کو فتح شکست سے کوئی غرض نہیں ہے

۲۰ نومبر ۱۹۰۲ء

پگٹ کے متعلق دعا رویاء الہام

فرمایا رات کو میں نے پگٹ کے متعلق دعا کی اور آج صبح بھی کی مجھے یہ دکھایا گیا کہ کسی نے مجھے چار پانچ کتابیں دی ہیں جن پر لکھا ہوا تھا تسبیح تسبیح تسبیح بعد اس کے الہام ہوا اللہ شدید العقاب

انھم لا یحسنون اس الہام سے معلوم ہوتا ہے کہ اسکی موجودہ حالت خراب ہے اور یا آئندہ توبہ نہ کریں گے۔

اور یہ معنے بھی اس کے ہیں لا یؤمنون باللہ اور یہ مطلب بھی اس سے ہے کہ اس نے یہ کام اچھا نہیں کیا اللہ تعالےٰ پر یہ افترا اور عمداً منصوبہ باندھا اور اللہ شدید العقاب ظاہر کرتا ہے کہ اسکا انجام اچھا نہ ہوگا اور عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا حقیقت میں یہ بڑی شوخی ہے کہ خدائی کا دعوےٰ کیا جاوے

لفظی لطیفہ

باہمی تذکرہ میں یہ ذکر بھی آگیا کہ پگٹ کا نام اپنے اندر خنزیری معنے رکھتا ہے اس لئے کیا عجب کہ یقتل الخنزیر والی پیشگوئی کا پورا کرنے والا یہ بھی ٹھہرے

پگٹ کو دعوت

حضرت حجۃ اللہ نے ارادہ فرمایا ہے کہ پگٹ کو دعوت الی الحق کیجاوے اور اسطرح پر دنیا کو سچائی کا منور چہرہ دکھایا جاوے۔

چکڑالوی

چکڑالوی کے ذکر آنے پر معلوم ہوا کہ اس نے نماز میں بھی کچھ رد و بدل کی ہے التحیات اور درود شریف کو نکال دیا ہے اور بھی بعض تبدیلیاں کی ہیں حضرت اقدس نے چکڑالوی کے فتنے کو خطرناک قرار دیا اور آپ کی رحمت اور حمیت اسلامی نے تقاضا کیا کہ اس کے متعلق ایک اشتہار بطور محاکمہ کے لکھا جاوے جس میں یہ دکھایا جاوے مولوی محمد حسین نے اور منشی نے افراط اور تفریط کی راہ اختیار کی ہے اور یہ خدا تعالےٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم کو صراط مستقیم پر رکھا ہے پھر آپ نے کتاب سنت اور حدیث کے متعلق وہی تقریر فرمائی جو بارہا الحکم میں درج ہو چکا ہے فرمایا نبی ہمیشہ دو چیزیں لیکر آتے ہیں کتاب اور سنت ایک خدا کا کلام ہوتا ہے اور دوسرے سنت یعنی اسپر عمل کر کے دکھا دیتے ہیں دنیا کے کام بھی تو بغیر اس کے نہیں چل سکتے دقیق مسائل جو استاد بتاتا ہے پھر اسکو حل کر کے بھی دکھا دیتا ہے پس جیسی کلام اللہ یقینی ہے سنت بھی یقینی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہمکو صراط مستقیم پر کھڑا کر رکھا ہے وہابیوں نے افراط کی قرآن شریف پر حدیث کو قاضی ٹھہرایا اور قرآن کو اس کے سامنے ستغیث کی طرح کھڑا کر دیا اور چکڑالوی نے تفریط کی کہ بالکل ہی حدیث کا انکار کر دیا اس سے فتنے کا اندیشہ ہے اس کی اصلاح ضروری ہے ہمکو خدا نے حکم ٹھہرایا ہے اس لئے ہم ایک اشتہار کے ذریعہ اس غلطی کو ظاہر کرینگے اور مضمون پیچھے لکھیں گے اولی خوش بعد وعظ۔ جس راہ پر خدا تعالےٰ نے ہمکو چلایا ہے اسپر اگر غور کی جاوے تو ایک لذت آتی ہے قرآن شریف نے کیا ٹھیک فیصلہ فرمایا ہے فبای حدیث بعدہ یومنون اور دوسری جگہ فرمایا فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یومنون یہ ایک قسم کی پیشگوئی ہے جو ان وہابیوں کے متعلق ہے اور سنت کی نفی کرنے والوں کے لئے فرمایا ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ

دربار شام

حضرت حجۃ اللہ کی طبیعت بسبب اعدا کسی قدر ناساز تھی آپ تشریف نہ لا سکے۔

صبح کی سیر

جمعہ کی وجہ سے آپ سیر کو نہ نکلے۔

جمعہ

جمعہ پڑھکر فرمایا کہ رات میں نے محمد حسین اور چکڑالوی کے متعلق جو مضمون لکھا تو میں نے دیکھا کہ یہ دونوں میرے سامنے موجود ہیں تو میں نے ان کو کہا خسف القمر والشمس فی رمضان فبای آلاء ربکما تکذبان اور آلاء سے مراد میں خود ہوں۔

دربار شام

بعد ادائے نماز مغرب بہت سے آدمی بیعت میں شامل ہوئے اور پھر حضرت اقدس بوجہ شکایت درد سر تشریف لے گئے

۲۲ نومبر ۱۹۰۲ء

آج حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کی طبیعت بسبب اعدا ناساز ہے

خطبہ

جو ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے پڑھا۔

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ

ایک خدا کا رسول تمہارے پاس آیا ہے جو تم ہی میں سے ہے جو چیزیں تمکو دکھ دیتی ہیں وہ اُسکو دکھ دیتی ہیں وہ یہ نہیں دیکھ سکتا کہ تمھیں تکلیف ہو اسے ہر وقت یہ تڑپ لگی رہتی ہے کہ تمھیں نفع پہونچے پھر جو لوگ اسکو سچے دلسے مان لیتے ہیں اور اسکے منشا کیموافق کام کرتے ہیں ان پر وہ بہت ہی مہربان ہے۔

یہ آیتیں ہیں اسی رنگ۔ جوش اور خوشی کر تمکو سناتا ہوں جس رنگ اور خوشی سے پہلی دفعہ صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھیں۔

یہ آیتیں سورہ توبہ کی آخری آیتیں ہیں اس سورہ کو غور سے پڑھو تو معلوم ہوگا کہ اس میں منافقوں اور مومنوں کے حالات بیان ہوئے ہیں اور بتایا ہے کہ کسطرح آیات اللہ پر ایمان لانا چاہیے۔ اور جان ومال اور وطن اسکی راہ میں قربان کر دینا چاہیے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر طرفۃ العین کے لیے دیر روا نہ رکھی جائے۔ چونکہ یہ امور اور اسی قسم کی دوسری باتیں بظاہر ایک سُست طبیعت اور انبیاء و مرسل کی سچی اطاعت کے ذوق سے ناواقف انسان پر گراں گذر سکتی ہیں اسلیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ رسول تمھارے نقصان کے لیے کوئی بات نہیں کہتا جو کچھ تمکو سکھاتا ہے اسمیں تمھاری ہی بھلائی اور دکھوں سے نجات ہے۔

فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ پس اگر منہ سے کوئی تیری بات نہ مانے تو کہدے حسبی اللہ میرے لیے اللہ بس ہے اگر کوئی بھی میرے ساتھ نہو تب بھی میں کامیاب ہونگا لا الٰہ الا ھو اسنے اب ارادہ فرمایا ہے کہ جھوٹے خدا فنا ہو جائیں علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم میرا بھروسا اسپر ہے کوئی اسکو جیت نہیں سکتا وہ عرش عظیم کا رب ہے۔

اللہ تعالیٰ پر آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم کو کس قدر یقین ہے اور اپنی کامیابی اور اشاعت توحید کا کسقدر علم اور بصیرت ہے وہ اس آیۃ سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔

یہ بڑی سچی بات ہے اور ہمیں ذرا بھی شک وشبہ نہیں کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے اب یہ ہو نہیں سکتا کہ کوئی نبی اس قسم کا آپ کے بعد اندر سے یا باہر سے آجاوے جسنے آپ سے فیض نہ پایا ہو اگر کوئی اس قسم کا ایمان رکھے کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی اس قسم کا آسکتا ہے یا آنے کا اعتقاد رکھے کہ جو آپ سے فیض حاصل نہ کرے وہ کافر اور لعنتی ہے اور ایسا ہی اگر کوئی ولی غوث قطب یہ دعویٰ کرے کہ جو کچھ اسے ملا ہے وہ بلا توسط آنحضرۃ صلے اللہ علیہ وسلم اسے ملا ہے تو یاد رکھو وہ انسان شیطان ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس امر پر مُہر کر دی اور فیصلہ فرما دیا ہے کہ اب کوئی شخص مکالمات الٰہیہ کے فیض سے فیضیاب ہو ہی نہیں سکتا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اتباع سے فیض حاصل نہ کر سکے جیسا فرمایا

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

پس توریت اور انجیل اور صحائف انبیا جو پہلے آئے تھے وہ سب اپنے لانیوالوں کے ساتھ ہی فنا ہو گئے اور ان کے فیض وفضل کے درخت خشک ہو گئے۔ ان سے کوئی فیض نہیں مل سکتا .... اب خدا نے یہی پسند فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابد الآباد کیلیے زندہ رسول اور قرآن زندہ کتاب ہے جسکا پھل تازہ بتازہ اور درخت سرسبز ہے آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود باجود ہمیشہ زندہ ہے اسلیے آپکے برکات اور فیوض ہر زمانہ میں تازہ بتازہ موجود ہیں کوئی شخص فاتبعونی کے حکم کی تعمیل کرکے دیکھ لے میں کھول کر کہتا ہوں اور بڑے دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اسکے زندہ دلائل میرے پاس موجود ہیں ہاں

وہ آیت اور حجت جو اس دعویٰ کی روشن دلیل ہے آج ہم میں (خدا کے فضل سے موجود ہے) کہ آج اس دنیا میں اس زمین پر محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سوا دوسرا نام نہیں جسکے طفیل خدا خوش ہو سکتا ہو؟

وہ دلیل وہ خدا کی آیۃ جو اس میرے اس دعویٰ پر روشن حجت اور گواہ ہے وہ

حضرۃ مرزا غلام احمد قادیانی

(خدا کی نصرتیں اور تائیدیں اس کے ساتھ ہیں آمین۔) ہے۔ جسطرح آنحضرۃ صلی اللہ علیہ وسلم تمام نبیوں کا موعود ہو کر قرآن لیکر آیا تھا اسی طرح پر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ نبوۃ کے احیا اور زندگی کے ثبوت کے لیے یہ وعدہ فرمایا تھا کہ چودھویں صدی میں ایک خاتم الخلفا موسوی خلفا کے مقابل پر بھیجا جائے گا۔ جو شان احمد کا بروز ہوگا اور یوں اسمیں شان نبوۃ جلوہ گر ہوگی کیونکہ وہ آپ ہی کے قدم پر چودھویں صدی میں و آخرین منھم لما یلحقوا بھم کے مصداق کے تزکیہ کے لیے آئے گا + اسکی شان نبوۃ ختم نبوۃ کو مضر نہیں بلکہ ختم نبوۃ کے جلال کو ظاہر کرنے والی ہے کیونکہ وہ ختم نبوۃ کی مہر نبوۃ سے آئیگا + البتہ یہ مہر اسحالت میں ٹوٹ جاتی جب ایک شخص خدا تعالیٰ کے ختم کیے ہوئے خاندان اسرائیل میں سے آتا۔ اور اپنی مستقل نبوۃ لیکر آتا۔ اگر ایسا ہوتا تو بیشک نہ صرف ختمیت کی مہر ٹوٹتی بلکہ آنحضرۃ صلعم کی رسالت اور نبوۃ پر خطرناک حملہ کیا جاتا۔ اب تو آنے والا آنحضرۃ صلعم کے چشمہ فیض سے سیراب ہو کر آیا ہے اور اسکا دعویٰ ہے کہ جو شخص یہ دعویٰ کرے کہ بلا استفاضہ آنحضرۃ صلعم کوئی روحانی کمال حاصل کر سکتا ہے وہ لعنتی ہے۔

میں ایمان سے کہتا ہوں کہ مسلمانوں نے جو اپنی غلطی سے یہ مان رکھا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم جیتے جاگتے اسی جسم کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے اور پھر آئیں گے یہ جھوٹا اعتقاد ہے اس سے اللہ اور اس کے رسول اور اسکی پاک کتاب کی توہین اور بے عزتی ہوتی ہے خدا نے اس سارے کارخانہ کی عزۃ رکھنے کے لیے چودھویں صدی کے سر پر اپنا موعود بھیجا جس کا آنا آنحضرت کا آنا کہلاتا ہے کیونکہ **واخرین منہم لما یلحقوا بہم** کا وہ معلم اور مزکی ہو کر آیا ہے اب **مرزا غلام احمد قادیانی** (ایدہ اللہ بنصرہ) کا اپنے دعوی مسیحیت و مہدیت میں نبوۃ کا رنگ لیکر آنا میں حلفاً کہتا ہوں کہ ختم نبوۃ کے خلاف نہیں بلکہ اس کے اثبات کے لیے ہے۔ اس سے رسول اللہ ص کی شان بڑھتی ہے اور آپ کی حیات پر حضرت مرزا **غلام احمد علیہ السلام** کی بعثت ایک آیت اور گواہ ہے۔ واویلا اور ہلاکت ہو اسکے لیے کہ جو اس آیت کا انکار کرے کیونکہ اس کے انکار سے رسول اللہ ص کا انکار لازم آتا ہے۔

کوئی انصاف سے بتائے کہ اس نے کیا دعوی کیا کیا یہی نہیں کیا کہ رسول اللہ ص کے سچے اتباع اور قرآن شریف پر عمل کرنے سے خدا اس کے ساتھ بولتا ہے؟ آتھم کا جو نشان اس کے ہاتھ پر ظاہر ہوا اور اسنے پیشگوئی کی اسکی کیا جڑ تھی؟ ہمیں کوئی بتائے اور دکھلائے کہ کیا اسمیں یہ لکھا تھا کہ آتھم مجھے نہیں مانتا اس لیے یہ پیشگوئی کرتا ہوں یا یہ تھا کہ اسنے معاذ اللہ آنحضرت ص کو اپنی کتاب میں دجال لکھا ہے پس وہ توہینات نبوۃ محمدیہ علیہ التحیۃ والسلام کیلیے تھی پھر ہمیں کوئی بتائے کہ کیا لیکھرام کی پیشگوئی اس لیے تھی کہ اسنے آپکو نہ مانا تھا یا اسلیے کہ اسنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت بے ادبیاں کی ہیں جن کے تصور سے بدن کانپتا اور اس امر کے ثبوت کے لیے یہ اشعار آپکے کافی ہیں

خدا زاں سینہ بیزار است صد بار
کہ ہست از کینہ داران محمد
الا اے منکر از شان محمد
ہم از نور نمایان محمد
کرامت گرچہ بے نام و نشان است
بیا بنگر ز غلمان محمد

کاش کوئی ان امور میں غور کرتا تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ اس کی جوتیوں کا تسمہ کھولنا بھی اپنی سعادت سمجھتا اور اس کی خاک پا کو سرمہ بنا کر رکھتا! دیکھو اور سنو! یہ وقت عزیز ہاتھ نہ آئے گا اور یہ مبارک دن پھر نہ ملیں گے اور ہرگز نہ ملیں گے مبارک وہ جو انکی قدر کرتے اور حسرت انگیز جو ہنسی میں اس رسول کی باتوں کو اڑانا چاہتے ہیں۔ اے نا قدر شناس قوم! سن اور یاد رکھ کہ وہ تیری جور و جفا پر بھی تجھے عزیز رکھتا اور کہتا ہے

ایدل تو نیز خاطر اینان نگاہ دار
کاخر کنند دعوی حب پیمبرم

غرض یہ ہے کہ اللہ تعالی نے ان آیتوں کا نزول جس طرح صحابہ کے لیے خوشی کا موجب ٹھیرایا آج رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اس پاک وحی کو پڑھتے ہوئے ہم بھی وہی لطف اور ذوق محسوس کرتے ہیں جو صحابہ نے کیا تھا کیونکہ تیرہ سو برس کے اندر کسیکو یہ موقع نہیں ملا کہ کوئی شخص ممبر پر کھڑا ہوا پڑھ رہا ہو **لقد جاءکم رسول من انفسکم** اور خدا کا مرسل و مامور اس کے سامنے موجود ہو الحمد للہ ثم الحمد للہ یہ مبارک دور ہمیں ملا خدا کا مرسل ہم میں ہے اور ہم اسی ذوق سے پڑھتے ہیں

لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم۔

جنہوں نے اسکو قبول کیا اور خدا کے فضل سے مانا ہے وہ اسکی اطاعت کرکے دکھا دیں کہ یہ ایسا پر شفقت مہربان اور رحیم ہے۔ تم نے اس کے ہاتھ پر ہاتھ رکھکر بڑی بھاری ذمہ داری کا بوجھ اٹھایا ہے دین کو دنیا پر مقدم کرنے اور گناہوں سے بچنے کا اقرار کیا ہے اب اگر اپنے اس اقرار کو مضبوط نہ کروگے اور اسپر عمل نہ ہوگا تو یاد رکھو سزا زیادہ ہوگی کیونکہ تمپر حجت پوری ہو چکی اسکی سچائی تمپر کھل گئی۔ پھر خدا کے مرسل کی شناخت کے بعد اگر وہی گندگی رہی تو خدا سے استہزا ہے پس ہم میں سے ہر ایک کو جیسے خوش ہونا چاہیے کہ خدا نے اپنا مرسل ہم میں بھیجا اور اپنے فضل سے اسکی شناخت کی توفیق فرمائی ویسی ہی یہ جانفرسا فکر اور غم ہو کہ اللہ تعالے ایسی توفیق دے کہ اس کی سچی اطاعت کریں اور گناہ سے پاک کرکے اس کے نمونہ پر چلائے۔ تاکہ دنیا بھی گواہی دے کہ یہ احمدی ہیں۔

یاد رکھو کہ اسوقت بڑا خوفناک وقت ہے طاعون پھیلتی جاتی ہے۔ اللہ تعالی کے کلام اور دہمکیوں کو دیکھکر کمر ٹوٹ جاتی ہے جو کشتی اس امام نے طیار کی ہے وہ ان لوگوں ہی کے لیے ہے جو اپنے آپکو اسکے قابل بنائیں اور وہ امر اپنے اندر پیدا کریں جو کشتی نوح میں تعلیم کی ہے۔ خدا کی نظر کے سامنے طیار شدہ کشتی میں وہی سوار ہوگا جس کے دلکو اللہ تعالے دیکھ لے گا کہ یہ بحکم فساد فی الارض نہ کرے گا خدا ارادہ فرما چکا ہے کہ **احمدی قوم** کو خلیفہ بنائے اور ساتھ ہی کہتا ہے **فننظر کیف تعملون**

اے احمدی قوم اپنے آپ کو سنوار یہ خوف جو اسوقت ہو رہا ہے یہ اصلاح کے لیے ہے صحابہ نے جو سلوک کی منزلیں طے کیں وہ ایسی ہی تھیں کہ انکو بڑی بڑی [illegible] اور دکھ دیے گئے۔ قتل کیے گئے اور چکی کیطرح مصائب میں پیسے گئے پھر جب جاکر تزکیہ ہوا۔ اسی طرح اب خدا تعالے ان دکھوں اور مصائب سے اسی طرح صاف کرنا چاہتا ہے تاکہ فتنہ و فساد بے حیائی اور اتلاف حقوق باقی نہ رہے اگر اب بھی کوئی فسق کا شعبہ باقی رہا تو خدا ایسے شخص کو کاٹ ڈالیگا کیونکہ وہ گندی بوٹی ہے جو دوسرے کو نقصان پہنچائے اسے باغبان رکھ نہیں سکتا۔ اچھی اور خوشبودار بوٹیاں بنو اور اللہ کو خوش کرنے کی فکر کرو تقوی و طہارت اختیار کرو۔ ایسا ایمان پیدا کرو جس میں کوئی فسق نہ ہو خدا تعالی ہم سب کو توفیق دے کہ ہم ایسا چال چلن اختیار کریں جو امام کا منشا ہے۔ آمین

سورۂ جمعہ پر حکیم الامۃ کا وعظ

گذشتہ اشاعت سے آگے

پھر اس اختلاف کے بعد اگر اور بلند نظری سے کام لے تو اسکو بہت بڑا اختلاف ان لوگوں میں نظر آئے گا جو بخیال خویش و بزعم خود اکابرین ملت اور علماء امت بنے ہوئے ہیں ان کی باہمی اختلاف کو چھوڑ کر اگر خود انکی حالت پر نظر کی جاوے تو ان کے قول اور عمل میں بعد عظیم پایا جائے گا اسی کو زیر نظر رکھکر ایک پارسی شاعر نے کہا ہے

شعر

مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس
توبہ فرمایاں چرا خود توبہ کمتر می کنند

یہ واعظ یہ معلم الخیر ہونے کے مدعی صوفی اور سجادہ نشین چرا خود توبہ کمتر می کنند کے مصداق ہیں؟ یہانتک تو وہ شاعر عقل و دانش کی حد کے اندر ہے اس سے اور آگے چلکر کہتا ہے۔

شعر

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و منبر می کنند
چوں بخلوت میروند آں کار دیگر می کنند

یہ گواہی جو اس پارسی بان شاعر نے دی ہر کوئی مخفی شہادت نہیں بلکہ واعظوں. صوفیوں. سجادہ نشینوں تک پہونچی ہوئی ہے کیونکہ انکی مجلس وعظ یا محفل وجد و حال و قال کے لیے اسکے شعر ضروری ہیں اور ہر ایک مسلمان جو کبھی کبھی اپنی مشکلات اور مصائب میں پھنسکر بیقرار ہوتا ہے تو بدقسمتی سے اسی لسان الغیب کا فال لینے کیطرف توجہ کرتا ہے اور یوں اپنے اوپر اس دورنگی اور اختلاف کا جو واعظوں اور معلم الخیر کے مدعیوں میں ہے ایک گواہ ٹھیرا کر اپنے اوپر حجت ملزمہ قائم کرتا ہے۔

اب ان ساری باتوں کو یکجائی نظر سے دیکھو اور غور کرو کہ کیا یہ علمی اور عملی یا ایمانی اور عملی اختلاف کسی تال اور شر کے ذریعہ مٹ سکتا ہے یا خود بخود؟ اور قرآن شریف جو اختلاف مٹانے کا مدعی ہے اور سچا مدعی ہے اس نے کیا راہ بتائی ہے؟

میں بڑے درد دل سے ان مباحث اور لیکچروں کو پڑھا کرتا ہوں جو اسی زمانہ میں مسلمانوں کے تنزل کے اسباب پر پڑھے جاتے ہیں اسباب تنزل اور اسباب ترقی کے بیان کرنے میں ہمارے ریفارمر (خود ساختہ) اور مصلح قرآن شریف کو مس نہیں کرتے اور تفرقہ کے دور کرنے کے لیے قرآن شریف میں علاج نہیں ڈھونڈتے۔

میں نے ان لیکچروں اور سپیچوں کو پڑھ کر درد دل کے ساتھ یہی کہا ہے۔

یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا ٭

غرض میں اس عظیم الشان اختلاف کو ابھی پیش کرتا ہوں اور پوچھتا ہوں کہ یہ کیونکر دور ہو سکتا ہے؟ دیکھو ایک چیز ہے جسکا نام ایمان ہے اور ایک کا نام عمل ان دونوں کا باہم مقابلہ کرو اور سوچکر بتاؤ کہ کیا انمیں موافقت ہے؟ کیا حال اور قال یکساں ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر کیوں صاف دل کے ساتھ یہ اقرار نہیں کیا جاتا کہ

ایک مزکی کی ضرورت ہے

جو انسان کو اس نفاق سے جو اس کے اندر ایمان اور عمل کی عدم موافقت سے پیدا ہو رہا ہے دور کرے اگر نرا علم کوئی چیز ہوتا معرفت صحیحہ کی ضرورت نہ ہوتی؟ اگر اس قوۃ اور کشش کی حاجت نہ ہوتی جو انسان پر اپنا عمل کر کے اس کے دلکو صاف کرنے میں معاون اور مددگار ٹھیرتی ہے جو مزکی کی تاثیر صحبت اور پاک انفاس کی برکت سے ملتی ہے جس کیطرف کُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ کہ کر مولا کریم نے توجہ دلائی ہے تو میں پوچھتا ہوں کہ پھر یہی پارسی لسان الغیب کو کیا حاجت اور ضرورت تھی جو وہ بول اٹھا کہ مشکلے دارم ز دانشمند مجلس باز پرس ٭

اس ایمانی اور عملی اختلاف کے ماورا اور اختلاف ہے جسنے قوم کے شیرازہ کو پراگندہ اور منتشر کر دیا ہے اور وہ روح قوم میں نہیں رہی جو

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا۔

میں رکھی گئی تھی یعنی مختلف فرقے۔ شیعہ سنی۔ خوارج۔ مقلد۔ غیر مقلد۔ قدریہ جبریہ وغیرہ کے جھگڑوں اور قضیوں پر نگاہ کرو۔ تو عظیم الشان تفرقہ نظر آئیگا میں نے اکثر لوگوں سے پوچھا ہے کہ یہ فرقہ بندیاں کیوں ہیں؟ اکثروں نے کہا ہے کہ سب فرقے قرآن ہی سے استدلال کرتے ہیں میں نے نہایت تعجب اور افسوس کے ساتھ اس قسم کی دلیری اور جرات کو دیکھا ہے اور سنا ہے۔ قرآن شریف تو اختلاف مٹانے کو آیا ہے اور یہی اس کا دعویٰ ہے جو بالکل سچا ہے پھر یہ اختلاف اس کے ذریعہ کیسے ہو سکتا ہے۔؟

میرے اس سوال کا جواب کسی نے نہیں دیا۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کیا معاذ اللہ قرآن شریف موم کی ناک ہے کہ جدھر چاہی پھیر دی یا وہ اپنے اس دعوی میں معاذ اللہ سچا نہیں جو اسنے اختلاف مٹانے کا کیا ہے؟ پھر یہ ایمان کیوں رکھتے ہو۔

میری سنو! قرآن شریف آیات محکمات ہے وہ لاریب اختلاف مٹانے کے لیے حَکَم ہے مگر اسپر مسلمانوں نے توجہ نہیں کی اور اسکو چھوڑ دیا وہ اپنی نزاعوں کو قرآن شریف کے سامنے عرض نہیں کرتے۔

مجھے ایک بار لاہور کے شیعوں کے محلہ میں وعظ کرنے کا اتفاق ہوا۔ میں نے کہا کہ شیعوں سنیوں کے اختلاف کا قرآن سے فیصلہ ہو سکتا تھا اگر یہ توجہ کرتے ایک شخص نے کہا کہ وہ قرآن سے ہی استدلال کرتے ہیں میں نے کہا کہ یہ قرآن موجود ہے آپ ہی بتا دیں کہ کہاں سے استدلال کیا ہے

غرض قرآن کو ہرگز حَکَم اور فیصلہ کن نہیں مانتے۔ اسپر ایمان ہوتا تو بڑی صفائی سے یہ بات سمجھ میں آجاتی کہ اسی توجہ کے لیے ایک کامل الایمان مزکی اور مطہر کی ضرورت ہے جو اپنی قدسی قوت کی اثر سے